قال اللہ تعالیٰ وقرآناً فرقناہ لتقرأہ علی الناس علیٰ مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوف دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی؛ و نیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی؛ پس اتباعاً للنص المذکور؛ صحیفہ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج مشہود

مسمّٰی بہ

الہادی

نمبر ۱۲ | بابت ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ | جلد ۲

کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب [illegible] و مذکر ست در ہر مجلس و نادی

و مکمل ست برائے ہر جائع و صادی؛ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی؛ بادارۂ محمد عثمان عامی؛ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع الکٹرک پریس دہلی مطبوع گردید

از کتب خانۂ اشرفیہ [illegible]

لہ ۱۲ تفسیر العام ماخوذ من الحدیث اقتطف منہا کجناب ...

فہرست مضامین

رسالہ الہادی بابت ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ

جو بہ برکت دعا حکیم الامتہ محی السنتہ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب تھانوی مدظلہم العالی
کتب خانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی سے شائع ہوتا ہے

دعائے صحت کی درخواست

ناظرین الہادی سے درخواست ہے کہ جناب ماسٹر محمد ضمیر الدین صاحب صدیقی اکبر پوری کیلئے دعائے صحت فرماویں۔ ماسٹر صاحب موصوف کا تعلق راندیریہ ہائی اسکول رنگون سے ہے اور آجکل بوجہ زیادتی علالت رخصت لیکر اپنے وطن مالوف اکبر پور ضلع فیض آباد میں تشریف رکھتے ہیں۔ تقریباً چھ ماہ سے بخار کھانسی کی شکایت ہے کچھ روز سے پاؤں پر ورم ہو گیا ہے۔ علاج میں امکانی کوشش ہو رہی ہے۔ آپ حضرت حکیم الامتہ مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب مدظلہم سے بیعت ہیں۔ ذاکر شاغل ہیں۔ اور حضرت والا کی تالیفات کا ہمیشہ مطالعہ کرتے رہتے ہیں خصوصاً مواعظ سے ماسٹر صاحب کو خاص عشق ہے۔ رنگون میں اشاعت حق میں دل و جان سے کوشاں رہتے ہیں اور آپکی ذات رنگون کی جماعت اہل حق کیلئے نہایت مفید ثابت ہوئی ہے۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل و کرم سے ماسٹر صاحب موصوف کو جلد صحت عطا فرماوے اور آپکی دینی خدمات کا سلسلہ ہمیشہ قائم رکھے۔ آمین ثم آمین

یہ آیت شریفہ نازل ہوئی ہے اصبروا وصابروا ورابطوا۔ ترجمہ خود صبر کرو اور ایک دوسرے کو صبر دلاؤ اور جہاد کی انتظاری میں پڑے رہو میں نے عرض کیا نہیں فرمایا میں نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے سُنا ہے کہتے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا جہاد نہیں تھا کہ سرحدی انتظام اسکا کیا جاتا لیکن وہ تو نماز کے بعد نماز کا انتظار کرنا ہے اسکو حاکم نے روایت کیا ہے اور صحیح الاسناد کہا ہے۔

اور حضرت عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالےٰ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہین فرماتے تھے کہ نماز پر بیٹھنے والا (یعنی نماز کی انتظار مین بیٹھنے والا) مثل قانت (یعنی نماز مین کھڑے ہونے والے) کے ہے اور جب سے اپنے گھر سے نکلا ہے نماز پڑھنے والون مین لکھا جائیگا جبتک کہ گھر کو واپس ہو اسکو ابن حبان نے اپنی صحیح مین روایت کیا ہے اور امام احمد وغیرہ نے اس سے زیادہ طویل بیان کیا ہے کچھ الفاظ بدلے ہوئے ہین اور پہلے بتمامہ گزر چکی ہے۔

۱۸۵

اور ان عورتون مین سے جنھون نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بیعت کی تھی ایک عورت سے مروی ہے کہتی ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے اور جناب کے ساتھ کچھ بنی سلمہ کے اصحاب بھی تھے ہم نے آپ کی خدمت مین کہانا پیش کیا آپ نے تناول فرمایا پھر ہم نے وضو کا پانی پیش کیا آپ نے وضو کیا پھر اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے کیا مین تم کو گناہون کے کفارات نہ بتلاؤن صحابہ نے عرض کیا بیشک فرمایئے ارشاد فرمایا ناگوار یونکی حالت میں وضو کا کامل کرنا اور مسجدونکی طرف کثرت سے قدم رکھنے اور نماز کے بعد نماز کی انتظار کرنا اسکو امام احمد نے روایت کیا ہے اسکی سند مین ایک راوی ہے جسکا نام نہیں لیا باقی راوی ایسے ہیں کہ سند صحیح میں حجت لیجاتی ہے۔

صبح اور عصر کی محافظت کی ترغیب

حضرت ابوموسےٰ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ

علیہ وسلم نے فرمایا جس نے دو ٹھنڈی نمازین پڑہین جنت میں داخل ہوگا اسکو بخاری مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو زہیر عمارۃ بن رویبہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ ہرگز کوئی شخص نار دوزخ مین داخل نہیں ہوگا جس نے آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب غروب ہونے سے پہلے پڑہی یعنی فجر اور عصر کی نماز پڑہی اسکو مسلم نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو مالک اشجعی اپنے باپ رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز پڑہی وہ اللہ کے ذمہ ہے اور اسکا حساب اللہ کے سپرد ہے اسکو طبرانی نے کبیر اور اوسط میں روایت کیا ہے۔ اور اسکے راوی تمام سند صحیح کے راوی ہیں سوائے ہیثم بن یمان کے اس میں کلام کیا گیا ہے اور اس حدیث کے شواہد بہت ہیں اور ابو مالک کا نام سعد بن طارق ہے۔

اور حضرت جندب بن عبد اللہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز پڑہ لی وہ اللہ کے ذمہ مین داخل ہوگیا بس اللہ پاک اپنے ذمہ مین تم سے کچھ سوال نہ کر بیٹھے اس واسطے کہ جس شخص سے اپنی ذمہ داری میں سے کچھ مطالبہ فرماینگے ضرور اسکو پکڑ لینگے اور اسکو اوندہے منہ دوزخ میں ڈالدینگے۔ اسکو مسلم وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو بصرہ غفاری رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے ساتھ مخمص میں عصر کی نماز پڑہی اور فرمایا یہ نماز تم سے پہلون پر بھی پیش کی گئی تھی انھون نے اسکو ضائع کر دیا تھا اور جس شخص نے اسپر مداومت کی اسکو دوگنا اجر ہے اسکو نسائی نے روایت کیا ہے (مخمص ایک راستہ کا نام ہے)

اور حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز جماعت سے پڑہی وہ اللہ تعالے کے ذمہ میں داخل ہوگیا پس تم اللہ تعالے کے ذمہ مین خیانت نہ کرو اسواسطے کہ جس نے

اللہ تعالےٰ کے ذمہ مین خیانت کی اللہ تعالےٰ اسکو طلب فرمائیگا یہانتک کہ اسکو مونہہ کے بل اوندھا ڈالیگا اسکو امام احمد اور بزار نے روایت کیا ہے اور طبرانی نے کبیر اور اوسط میں اسکے مثل روایت کیا ہے اور اسکے اول میں ایک قصہ ہے اور وہ یہ ہے کہ حجاج نے سالم بن عبد اللہ کو ایک آدمی کے قتل کا حکم دیا حضرت سالم نے اُس شخص سے دریافت کیا کیا تو نے صبح کی نماز پڑہی ہے اُس نے کہا ہان کہنے لگے چلدے حضرت سالم سے حجاج نے کہا تم کو اُسکے قتل سے کس بات نے روکا حضرت سالم نے فرمایا مجھسے میرے والد رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے حدیث بیان کی ہے کہ انھون نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا فرماتے تھے جس شخص نے صبح کی نماز پڑھ لی وہ اللہ تعالےٰ کے امن میں تمام دن کے لئے داخل ہوگیا لہذا مین نے قتل کرنا مکروہ سمجھا اُس شخص کو کہ اللہ نے اسکو امن دیدی حجاج نے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے دریافت کیا کہ آپ نے یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے فرمایا کہ ہان مصنف کتاب فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث کی سند مین ابن لہیعہ ہیں اور دوسری روایت کی سند مین یحیٰی بن عبد الحمید حمانی ہیں

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رات اور دن کے فرشتے تمھارے درمیان میں نوبت بنوبت آتے ہیں اور فجر کی نماز اور عصر کی نماز میں سب جمع ہو جاتے ہیں پھر رات والے فرشتے چڑھ جاتے ہین اُن سے اُن کا پروردگار دریافت فرماتا ہے باوجودیکہ وہ خود اُن سے زیادہ جانتا ہے تم نے میرے بندونکو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں ہم نے ان کو نماز پڑہتے ہوئے چھوڑا ہے اور ہم انکے پاس پہنچے بھی تھے ایسی ہی حالت میں کہ وہ نماز پڑہتے تھے اسکو بخاری مسلم نسائی نے اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں روایت کیا ہے اور ابن خزیمہ کی ایک روایت کے یہ لفظ ہیں کہ رات کے فرشتے اور دن کے فرشتے فجر کی اور عصر کی نماز مین جمع ہوتے ہیں فجر کی نماز میں جمع ہو کر رات کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور دن کے فرشتے ٹھہرے

رہتے ہیں اور عصر کی نماز میں جمع ہوتے ہیں پھر دن کے فرشتے چڑھ جاتے ہیں اور رات کے فرشتے دُنیا میں شب باشی کرتے ہیں تب انکا پروردگار اُن سے دریافت فرماتا ہے تم نے میرے بندونکو کس حال میں چھوڑا وہ عرض کرتے ہیں ہم گئے بھی ایسی حالت میں تھے کہ وہ نماز پڑھتے تھے اور انکو چھوڑا بھی ایسی ہی حالت میں ہے کہ وہ نماز پڑھتے تھے لہذا انکو دن جزا کے بخش دیجو۔

صبح اور عصر کی نماز کے بعد اپنے مصلّے پر بیٹھے رہنے کی ترغیب

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز جماعت سے پڑھکر بیٹھا ذکر اللہ تعالےٰ کا طلوع آفتاب تک کرتا رہا پھر دو رکعتیں پڑھ لیں اُسکو ایک حج ایک عمرہ کے برابر ثواب ملیگا حضرت انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے کامل کامل کامل اسکو ترمذی نے روایت کیا ہے اور حسن غریب کہا ہے۔

اور انہیں انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا واللہ یہ امر کہ میں اللہ کا ذکر کرنے والونکے ساتھ صبح کی نماز سے طلوع آفتاب تک بیٹھوں مجھکو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ نسل اسمٰعیل علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسّلام میں سے ۴ آدمیوں کو آزاد کروں اور یہ کہ ذاکرین کے گروہ کے ساتھ نماز عصر سے آفتاب کے غروب ہونے تک بیٹھوں مجھکو محبوب ترین ہے اس سے کہ چار آدمیونکو آزاد کروں اسکو ابوداؤد نے روایت کیا ہے اور ابو یعلےٰ نے دونوں جگہ یہ کہا ہے کہ مجھکو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اولاد اسمٰعیل سے ایسے چار آدمیونکو آزاد کروں جنمیں سے ہر ایک کا خون بہا ۱۲ ہزار درہم ہو اور اسکو ابن ابی دنیا نے نصف اول (یعنی نماز صبح کے بعد) کو ذکر کیا ہے مگر انھوں نے کہا ہے مجھکو تمام اس مخلوق سے محبوب تر ہے جسپر آفتاب نکلتا ہے۔

اور سہل بن معاذ اپنے باپ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص صبح کی نماز کے وقت اپنے مصلّے پر

۱۸۹

بیٹھا رہا یہانتک کہ اشراق کے نوافل پڑھے بجز کلمہ خیر کے کچھ بات نہ کری اسکی تمام خطائیں معاف ہو جاتیں گی اگرچہ سمندر کے جھاگون کے برابر ہون اسکو امام احمد ابو داؤد نے روایت کیا ہے اور ابو یعلے کے یہ الفاظ ہین جو شخص صبح کی نماز پڑھکر بیٹھا ذکر خدا آفتاب نکلنے تک کرتا رہا اسکے واسطے جنت واجب ہوگئی صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس حدیث کو تینون نے طریق زیاد بن فائد سے بروایت سہل روایت کیا ہے اور مین حسن جانتا ہون اور بعضوں نے اسکو صحیح بھی کہا ہے۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک یہ کہ مین بیٹھکر اللہ کا ذکر کرون اور اسکی تکبیر تحمید تسبیح تہلیل طلوع آفتاب تک کرون مجھکو اس سے زیادہ محبوب ہے کہ اولاد اسمٰعیل سے دو آدمیون کو آزاد کرون اور عصر کے بعد سے غروب آفتاب تک بیٹھنا زیادہ محبوب ہے اس سے کہ اولاد اسمٰعیل علے نبینا وعلیہ السلام سے چار آدمیونکو آزاد کرون اس کو امام احمد نے بروایت حسن روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالے عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے صبح کی نماز جماعت سے پڑھی پھر طلوع آفتاب تک بیٹھا ذکر کرتا رہا پھر کھڑے ہوکر دو رکعتیں پڑھیں ایک حج اور عمرہ کے ثواب کو لیکر واپس آئے گا اسکو طبرانی نے اسناد جید سے روایت کیا ہے۔

اور حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالے عنہما سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز سے فارغ ہوتے اپنی جگہ سے نہیں اٹھتے تھے یہانتک کہ آپکو نماز اشراق کا موقع ملجائے اور فرماتے تھے جس شخص نے صبح کی نماز پڑھی پھر اپنی جگہ پر بیٹھا رہا حتی کہ اسکو نماز اشراق کا موقع ملگیا وہ بیٹھنا بمنزلہ ایک حج مبرور اور عمرہ مقبول کے ہوگا اسکو طبرانی نے اوسط میں روایت کیا ہے اور اسکے سب راوی ثقہ ہیں بجز فضل بن موفق کے کہ اسمین کلام ہے۔

اور عبد اللہ بن غابر سے مروی ہے کہ ابو امامہ اور عتبہ بن عبد نے اُن سے

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے حدیث بیان کی ہے فرماتے ہیں جس نے صبح کی نماز جماعت سے پڑہی پھر ٹھیرا رہا یہانتک کہ اللہ کے واسطے اشراق کی نماز پڑہی وہ مثل حج اور عمرہ کرنے والے کے ہوگا کہ اسکا حج اور عمرہ کامل ہو اسکو طبرانی نے روایت کیا ہے اور اسکے بعض راویون میں اختلاف ہے مگر اس حدیث کے شواہد بہت ہیں۔

اور حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالے عنہ سے روایت کیا گیا ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک لشکر کسی جانب بھیجا تھا انھوں نے وہان خوب مال غنیمت پایا اور بہت جلد واپس ہو آئے۔ ہم مین سے جو نہیں گئے تھے ایک آدمی نے کہا ہم نے کسی لشکر کو ایسا جلدی واپس ہوتا اور زیادہ مال غنیمت حاصل کرتا ہوا نہیں دیکھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا ہم تم کو ایسی قوم نہ تبلائیں کہ ان سے بھی زیادہ جلدی واپس ہونے والی اور زیادہ مال غنیمت لانے والی ہیں وہ قوم ہے جو صبح کی نماز میں حاضر ہوئی پھر بیٹھی خدا کا ذکر کرتی رہی یہانتک کہ آفتاب نکل آیا وہی لوگ جلد لوٹنے والے اور افضل مال غنیمت حاصل کرنے والے ہیں اسکو ترمذی نے اپنی جامع میں کتاب الدعوات میں لکھا ہے اور اس حدیث کو بزار اور ابو یعلے اور ابن حبان نے اپنی صحیح مین حدیث ابو ہریرہ سے اسکے مثل روایت کیا ہے اور بزار نے اُس حدیث مین یہ بھی روایت کیا ہے کہ کہنے والے حضرت ابو بکرؓ تھے اور اسکے آخر میں کہا ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابو بکر کیا تم کو نہ تبلاؤن کون جلد واپس ہونے والا اور افضل مال غنیمت لانے والا ہے وہ شخص کہ صبح کی نماز جماعت سے پڑہے پھر طلوع آفتاب تک اللہ تعالے کا ذکر کرتا رہا۔ ۱۹۰

اور حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالے عنہ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑہا کرتے تھے چارزانو اپنی جگہ میں بیٹھے رہتے تھے یہانتک کہ آفتاب اچھی طرح نکل آتا اسکو مسلم ابو داؤد ترمذی نسائی نے روایت کیا ہے اور طبرانی کے الفاظ یہ ہیں کہ جب آپ صبح کی نماز پڑھ لیتے بیٹھ جاتے یہانتک کہ آفتاب نکل آتا اور ابن خزیمہ نے اپنی صحیح میں ان لفظون سے روایت کیا ہے سماک سے

مروی ہے انھون نے جابر بن سمرہ سے دریافت کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جب صبح کی نماز پڑھ لیتے کیونکر کیا کرتے تھے فرمایا جب صبح کی نماز پڑھ لیتے اپنی جگہ آفتاب نکلنے تک بیٹھے رہتے۔

اُن اذکار کی ترغیب جو بعد صبح اور عصر اور مغرب کی نماز کے کئے جاتے ہین

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے بعد نماز فجر کے اپنے پیرون کو موڑے ہوئے (یعنی جیسے نماز مین بیٹھا ہوا تھا) بات کرنے سے پہلے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شئی قدیر۔ دش مرتبہ پڑھا اسکے واسطے دش نیکیان لکھی جائیں گی اور دش بدیان مٹائی جائین گی اور اسکے دس مرتبے بڑھائے جائینگے اور وہ اپنے اُس تمام دن مین ہر ناگوار باتون سے حفاظت میں رہے گا اور شیطان سے محفوظ رہے گا اور کسی گناہ کو ممکن نہین ہے کہ اسکو اُس میں پکڑے (یعنی ہلاک کردے) بجز شرک کے یہ لفظ ترمذی کے ہین اور حدیث حسن غریب صحیح کہا ہے اور نسائی نے اس کلمہ میں بیدہ الخیر اور بڑھایا ہے اور روایت کیا ہی کہ اسکو ہر ایک کلمہ کے بدلہ مین ایک مسلمان غلام کے آزاد کرنے کا ثواب ملے گا اور اس حدیث کو نسائی نے حضرت معاذؓ کی روایت سے بھی روایت کیا ہے اُسمین یہ اور زیادہ کیا ہے اور جس شخص نے ان ہی کلمات کو بعد نماز عصر پڑھا وہ اُس رات میں ایسا ہی دیا جائیگا۔

اور حارث بن مسلم تمیمی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہتے ہیں مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب تو صبح کی نماز پڑھے بات کہنے سے پہلے کہہ اللھم اجرنی من النار۔ ترجمہ۔ اے اللہ مجھکو آگ سے بچا اور جب مغرب کی

۱۹۱

نماز پڑھے تب بھی بات کرنے سے پہلے سات مرتبہ کہہ اللھم اجرنی من النار۔ پس اگر تو اسی دن مرگیا تو تیرے واسطے آگ سے پناہ لکھی جائیگی اور جب تو مغرب کی نماز پڑھ چکے تو کلام کرنے سے پہلے کہہ سات مرتبہ اللھم اجرنی من النار۔ پس اگر تو اس رات میں مرگیا تو تیرے واسطے آگ سے پناہ لکھی جائے گی یہ لفظ نسائی کے ہیں اور ابو داؤد نے بواسطہ حارث بن مسلم کے انکے باپ مسلم ابن حارث سے روایت کیا ہے مصنف کہتے ہیں یہ بھی ٹھیک ہے اس واسطے کہ حارث بن مسلم تابعی ہیں ابو زرعہ اور ابو حاتم رازی نے یہ بیان کیا ہے۔

اور حضرت عمارہ بن شبیب سبائی سے مروی ہے کہتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے مغرب کے بعد دس مرتبہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد یحیی ویمیت وھو علی کل شیء قدیر۔ پڑھا تو اللہ تعالیٰ اسپر مسلح فوج بھیجتا ہے کہ اسکی صبح تک شیطان سے حفاظت کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اسکے واسطے دس نیکیاں جنت کو واجب کرنے والیاں لکھتا ہے اور دس بدیاں ہلاک کرنے والیاں اس سے مٹا دیتا ہے اور یہ کلمات اسکے واسطے دس مومن غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر کر دیتا ہے اسکو نسائی نے روایت کیا ہے اور ترمذی نے کہا ہے کہ یہ حدیث حسن ہے ہم اسکو صرف لیث بن سعد کی حدیث سے جانتے ہیں اور حضرت عمارہ کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سماع بھی ہم نہیں جانتے۔

اور حضرت ابو ایوب رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے کلمہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لہ الملک ولہ الحمد وھو علی کل شیء قدیر۔ صبح کے وقت دس مرتبہ پڑھا اللہ تعالےٰ ان کلمات کی وجہ سے دس نیکیاں لکھتا ہے اور اسکی دس بدیاں مٹا دی جاتی ہیں اور انہی کلمات کی وجہ سے دس درجے بڑھا دیئے جاتے ہیں اور یہ کلمات چار غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر ہو جاتے ہیں اور شام تک کے واسطے انکی حفاظت

۱۹۲

(باقی آئندہ)

سلسلہ تسہیل المواعظ کا سولہواں وعظ

مسمّیٰ بہ

منتخب از طریق القرب وعظ چہارم دعوات عبدیت

حصہ سوم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ ماثورہ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم بسم اللہ الرحمن الرحیم وما اموالکم ولا اولادکم بالتی تقربکم عندنا زلفی الا من اٰمن وعمل صالحا فاولئک لھم جزاء الضعف بما عملوا وھم فی الغرفات اٰمنون ۵ (ترجمہ) اور نہیں ہیں تمہارے مال اور اولاد کہ قریب کردیں تم کو ہمارے نزدیک مگر جو لوگ ایمان لائے اور اچھے عمل کئے پس انکو کئی گنا عوض ملے گا اونکے اعمال کا اور وہ جنت کے محلون مین امن سے رہیں گے۔

اس آیت کے متعلق یہ مضامین ہیں۔

(۱) یہ قرآن مجید کی ایک آیت ہے اسمین خدا تعالےٰ نے اپنے بندونکو ایک بہت بڑی دولت کا پتہ اور اسکے حاصل کرنے کا طریقہ تبلایا ہے اور جو

غلطیان اس سے واقع ہوگئی ہیں انپر تنبیہ فرمائی ہے یہ حاصل ہے اس آیت کا ترجمہ سے اس دولت کا پتہ چل جاویگا مگر اول مختصر طور پر اسکا پتہ بتلاتا ہون کیونکہ بہت لوگ اسکو دولت ہی نہیں سمجھتے اور اہل دنیا تو کیا سمجھتے اکثر دیندار بھی اسپر نظر کم کرتے ہیں اور وہ دولت قرب خداوندی ہے اور اس قرب کی حقیقت ابھی نزدیک ہی معلوم ہو جاویگی اسکی حقیقت وہ نہین جو لفظ قرب سے عام طور پر سمجھا کرتے ہیں اسلئے کہ وہان جسم کے اعتبار سے تو قرب ہے نہین کہ فاصلہ کم ہو جائے کیونکہ اس قسم کا قرب تو جسمون مین ہوا کرتا ہے اور خدا تعالےٰ کی ذات جسمیت سے پاک ہے پس خدا تعالےٰ کے قرب کے یہ معنی نہیں ہو سکتے کہ بندہ میں اور خدا میں فاصلہ کم ہو جائے اور یہان سے ان لوگون کی غلطی معلوم ہو گئی ہوگی جو صوفیونکی صورت بنائے ہوئے ہیں اور حقیقت مین وہ عام لوگون میں سے ہیں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ قرب خداوندی بھی قرب جسمانی ہے اور اسکا پتہ اس سے چلتا ہے کہ یہ لوگ خدا تعالےٰ کی نسبت اس قسم کی مثالین بیان کرتے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ خدا تعالےٰ کو جسم سمجھتے ہین بعض تو وہ ہیں کہ خدا کی مثال دریا سے دیتے ہین اور مخلوق کی موج سے اور بعض لوگ دریا اور قطرہ سے مثال دیتے ہیں اور ان سے ظاہری معنی مراد لیتے ہین بعض مثالیں اس قسم کی بزرگون کے کلام میں بھی پائی جاتی ہیں مگر اسکے ظاہری معنی مراد نہیں ہیں بلکہ اسکی تاویل کرینگے کیونکہ صرف مثال دینے پر انکار کرنا تو زیادتی ہے خود قرآن شریف میں مثال موجود ہے کہ نور خداوندی کی مثال ایسی ہے جیسے ایک طاقچہ ہو کہ اسمین ایک چراغ ہو اور وہ چراغ ایک شیشہ میں ہو اور اس شیشہ کی یہ حالت ہو جیسے ایک چمکدار ستارہ تو یہ مثال صرف نورانی ہونے مین ہے یہ مقصود نہین ہے کہ دونون کی نورانیت برابر ہے اور یہ اسواسطے میں نے کر دیا کہ بعض لوگ یہ زیادتی کرتے ہیں کہ بزرگون کے کلام مین غور کرکے اسکے صحیح معنی کو تو سمجھتے نہین صرف لفظون کو دیکھکر ان پر کفر و بدعت کا فتوی لگا دیتے ہین حالانکہ ارشاد خداوندی ہے کہ دین مین حق سے آگے مت بڑھو پس

بزرگون کے کلام مین اگر کوئی مثال اس قسم کی پائی جائے تو اسکو سمجھ لینا چاہیئے
کہ یہ کس بات مین مثال دی ہے مثلاً ہم کسی کے چہرہ کو چاند کہیں تو مطلب یہ ہوتا
ہے کہ یہ اور چاند دونون خوبصورتی مین شریک ہیں یہ مطلب نہیں ہوتا کہ چہرہ بھی
اسیقدر بڑا ہے جسقدر چاند بڑا ہے یا چاند میں بھی آنکھ ناک کان موجود ہیں۔
یا جیسے چاند کے ہاتھ پیر نہین ایسے ہی اس شخص کے بھی نہین اسیطرح اگر کسی محقق
بزرگ کے کلام مین خدا کو دریا اور اپنے کو قطرہ کے ساتھ مثال دی ہے جیسے مغربی
کے کلام مین یہ مثال آئی ہے تو وہ کسی خاص بات مین مثال ہوگی یہ مطلب نہیں
کہ جیسے قطرہ دریا سے نکلا ہے اسیطرح تم خدا سے نکلے ہو یا جس طرح قطرہ دریا
مین ملجاتا ہے ایسے ہی تم خدا میں ملجاؤگے نعوذ باللہ افسوس ہے کہ آجکل ہماری
یہ حالت ہے کہ جنھوں نے ایک پارہ قرآن کا بھی نہیں پڑھا وہ بھی اس شعرون کو
پڑھتے اور سنتے ہیں اور ان پر جھومتے ہیں حالانکہ وہ انکو خاک بھی نہیں سمجھتے اگر
کچھ سمجھتے ہیں تو یہی کہ خدا دریا کی طرح پھیلا ہوا ہے اور ہم اس سے نکلے ہیں اور یہ
سمجھکر اپنا دین برباد کرتے ہین ایسے شعرون کا اُن لوگون کے سامنے پڑھنا بھی
جائز نہیں اور اس ممانعت کے حکم سے کوئی تعجب نہ کرے دیکھئے اُمت کے
حکیمون نے یہان تک احتیاط کی ہے کہ بعض لوگون کے لئے حج کو ناجائز کہدیا ہے
مثلاً ایک ایسا شخص ہے جسکے پاس راستہ کا خرچ بھی نہ ہو بیوی بچوں کے دینے
کو بھی کچھ نہ ہو اسکے لئے سفر حج بالکل ناجائز کہا جاویگا اور یہ بھی کوئی تعجب کی بات
نہین دیکھو ٹھیک دوپہر کے وقت نماز پڑھنا حدیث کی رو سے ناجائز ہے حالانکہ نماز
کتنی بڑی عبادت ہے اسیطرح عید کے روز روزہ رکھنا حرام ہے بات یہ ہے
کہ ہر عبادت مین کچھ شرطیں ہوتی ہین تو حج جائز ہونے کی یہ شرط ہے کہ اہل و
عیال کا حق ضائع نہ ہو اگر انکا حق ضائع ہوا تو حج کرنا جائز نہیں اور حج کے واجب
ہونے کی شرط یہ ہے کہ حج کا پورا خرچ پاس ہو اگر خرچ پاس نہ ہو تو اسپر حج واجب
نہیں ہوتا اب سنئے کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ جو شخص حج کی طاقت نہین

رکھتا یعنی اُسکے پاس اہل وعیال کے دینے کے لئے خرچ نہیں تو اسکے سامنے کعبہ کے ایسے حالات بیان کرنا جس سے شوق میں آکر وہ حج کو چلا جاوے جائز نہیں دیکھو ظاہر نظر میں یہ بات سمجھ میں بھی نہیں آتی لیکن واقع میں بالکل صحیح فرمایا کیونکہ حالات سُنکر اُسے سفر کا شوق پیدا ہوگا اور چونکہ خرچ پاس نہیں اسلئے یہ سفر گناہ ہوگا تو اسکا جو سبب ہے وہ بھی گناہ ہوگا پس ایسے شخص کے سامنے کعبہ کے حالات بیان کرنا گناہ ہوا واقعی اول اول جس نے امام غزالی کا یہ قول سُنا ہوگا اُس نے امام کو کافر کہا ہوگا حالانکہ امام بالکل ٹھیک لکھہ رہے ہین کہ جب سفر گناہ ہے اور تذکرہ کرنا اسکا سبب ہے تو یہ تذکرہ بھی گناہ ہے غرض کیسی ہی عبادت ہو وہ بعض دفعہ کسی وجہ سے ناجائز ہوجاتی ہے اسکی ایک اور مثال یاد آئی کہ نیک کام مین چندہ دینا عبادت ہے لیکن بعض وقت یہ بھی جائز نہیں چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کا چندہ لینے سے انکار فرمایا کہ وہ اس واقعہ سے پہلے خود سوال کرچکا تھا اگر اس شخص سے چندہ لے لیا جاتا تو انجام یہ ہوتا کہ جب اسکے پاس کچھہ نہ رہتا تو وہ پھر خود سوال کرتا خوب سمجھہ لو پس شریعت جو کچھ حکم کرے وہ کرو جہان شریعت کسی چیز کے پڑھنے کی اجازت دے پڑھو اور جہان روک دے رکجاؤ مسلمانونکی تو بالکل وہ حالت ہونا چاہیئے جیسے ایک شخص نے ایک غلام خریدا تھا اس سے پوچھا کہ تم کیا کھایا کرتے ہو کہا جو کچھ آپ کھلادین جب غلام کی آقا کے سامنے یہ حالت ہے تو کیا خدا تعالےٰ کے سامنے بندہ کی یہ حالت بھی نہ ہو غرض مسلمان کو چاہیئے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ میں ایسا ہوجائے جیسے مردہ زندہ کے ہاتھ میں ہوتا ہے اور حدیث وفقہ سب حضور ہی کے حکم ہیں حقیقۃ میں دونون ایک ہیں لباس جدا جدا ہے اور عاشق کی تو یہ شان ہوتی ہے کہ محبوب جس جوڑہ میں بھی آوے وہ اسکو فوراً پہچان لیتا ہے اور اگر ایسا نہ ہو تو وہ عاشق نہیں تو جو حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے عاشق ہیں انکو حدیث وفقہ سب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے فرمان نظر آتے ہیں بہرحال شریعت کے احکام ہیں اور انپر عمل کرنا لازمی ہے

مسلمان کی کیا حالت ہونی چاہئے

(باقی آئندہ)

قال اللہ تعالیٰ

ما یرید اللہ لیجعل علیکم من حرج ولکن یرید لیطہرکم ولیتم نعمتہ علیکم لعلکم تشکرون

چون کریمہ بالا دال ست بر مصالح عقلیہ خاصہ
در احکام نقلیہ خاصہ بعبارۃ النص و بر اشتمال احکام سمعیہ عامہ
بر مصالح حکمیہ عامہ بدلالۃ النص رسالہ مسمیٰ بہ

اَلْمَصَالِحُ الْعَقْلِیَّۃُ
لِلْاَحْکَامِ النَّقْلِیَّۃِ

کہ این حصہ سوم ازان ست

از افادات حکیم الامۃ حضرت مولانا شاہ محمد اشرف علی صاحب دامت برکاتہم باحث بود
از حمل کافیہ منجملہ چنین مصالح موعد شرائع پس افادۃ للطالبین
لہا و نفعاً للراغبین فیہا

[illegible] رسالہ الہادی [illegible] دہلی

سنہ ۱۳۴۵ ہجری نبوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمد و الصلوٰۃ کے عرض ہے مدّت سے ضرورت تھی کہ ایسی جامع کتاب جسمین احکام شرعیہ کے مصالح اور اسرار عقلی طور پر بیان کئے جاوین جس سے اہل اسلام کو احکام کے امتثال میں رغبت پیدا ہو اور ان احکام کی عظمت قلوب میں جاگزین ہو اور مخالفین کو ساکت کرنے کے واسطے وہ بینظیر ثابت ہو للّٰہ الحمد وہ مراد پوری ہوگئی اور یہ ایک ضخیم مجموعہ مسمّے بہ المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ سیّدی و مرشدی حکیم الامت محی السنۃ حضرت مولانا مولوی قاری حافظ شاہ محمد اشرفعلی صاحب مدظلہم نے ضرورت زمانہ پر نظر فرما کر جمع فرما دیا جس کا پہلا حصہ کتابی صورت مین شائع ہوا ہے اور دوسرا حصہ الہادی کی جلد اول از جمادی الاولی ۱۳۴۳ھ لغایت ربیع الثانی ۱۳۴۴ھ میں شائع ہوا ہے اور تیسرا حصہ الہادی کی جلد دوم از جمادی الاول ۱۳۴۴ھ لغایت ربیع الثانی ۱۳۴۵ھ میں شائع ہوا ہے جسکا یہ ٹائیٹل ہے جملہ ناظرین الہادی مضمون کی تقسیم کے وقت المصالح العقلیہ جلد سوم پر یہ ٹائیٹل لگائین اور اسکی فہرست مضامین صفحہ ج و د پر درج ہے یہ کتاب فی الحقیقت ہر مسلمان کو حرز جان بنانے کے قابل ہے فقط ✣

(از مدیر)

(ج)

۷۸۶

فہرست مضامین

المصالح العقلیہ للاحکام النقلیہ حصہ سوم

جملہ معترضہ کے ہے گو وہ اسکی شان نہیں پس سر ہے کہ مغز الخ آگے شعر نقل اعراض الخ
میں بیان کیا ہے کہ عرض موجود فی مرتبۃ العلم جسطرح کبھی خارج مین جوہر ہوجاتا ہے
کما ذکر اسیطرح کبھی عرض بھی رہتا ہے چنانچہ یہ بحث و مقال کہ پہلے سے ذہن میں
تھا اور عرض تھا بعد نقل کے خارج میں بھی عرض ہی رہا اور دوسرے مصرعہ میں پھر ایک
نظیر عرض فی مرتبۃ العلم کی جوہریت فی الخارج کی بیان کی۔ نقل اعراض است این شیر
و شغال۔ اور نظیر اسلئے کہا گیا کہ مراد اس مصرعہ میں وجود فی مرتبۃ العلم الالٰہی ہے اور
وہ عرض ہونے سے منزہ ہے لتنزہ عن الامکان اسیطرح اس کے بعد کے شعر
جملہ عالم خود عرض بودند الخ مین اسی مرتبۂ علم الٰہی میں تمام عالم کے کالعرض ہونے کو
تبلایا پس یہ بھی نظیر ہے آگے شعر این عرضہا ازچہ زائید میں اختلاف موطن سے جواہر
کا عرض ہونا اور عرض کا جواہر ہونا تبلاتے ہیں اسطرح سے کہ اعراض موجودہ فی الدنیا
عالم مثال مین صور جوہریہ تھے وہو معنی قولہ این عرضہا ازچہ زائید از صور کما ذکرتہ قبل
عن الشیخ ولی اللہ رح اور صور جوہریہ موجود فی الدنیا علم الٰہی میں کالعرض تھے وہو معنی
قولہ وین صورہم ازچہ زائید از فکر اور شعر این جہان یک فکرتست اسی مصرعہ ثانیہ کی
شرح ہے اور یہ احکام مذکورہ فی الاشعار القریبہ وجود قبل عالم الدنیا کے متعلق تھے
آگے وجود بعد الدنیا کے یہی احکام کہ اسمین سے اعظم عرض کا جوہر ہونا ہے مذکور ہیں
اس شعر میں اول الی قولہ نبدہ ات اور اسکے اعظم ہونے کے سبب یہان ذکر میں اسکی
تخصیص کیگئی آگے تمام مقام کا خلاصہ کہ کبھی جوہر سے عرض اور کبھی عرض سے جوہر ظاہر
ہوتا ہے اس شعر میں فرماتے ہیں این عرض یا جوہر الخ

تہذیب المقام و تقریب المرام الی عامۃ الافہام

اگر انصاف سے غور کیا جاوے تو عرض کا جوہر ہوجانا جسکا کہ تقریر مذکور میں
دعویٰ کیا گیا ہے اس سے زیادہ بعید نہیں ہے کہ جوہر عرض ہوجاوے اور حصول الجواہر
فی الاذہان میں شب و روز اسکے وقوع کا مشاہدہ کیا جاتا ہے تو پھر آخرت میں اسکا

97

وقوع کیا مستبعد ہے سو یہاں حصول فی الذہن کے وقت جواہر سے لباس مادے کا منخلع ہوکر وہ موجود فی موضوع ہو جاتا ہے وہاں وزن وغیرہ کے وقت عرض پر مادہ ملبوس ہوکر وہ موجود لافی موضوع ہو جاوے تو اسمیں کیا عجب اور بعد ہے اور راز اسمیں یہ کہا جاویگا کہ جوہریت اور عرضیت ذاتیات سے نہیں ہیں منجملہ کیفیات ظہور حقیقت کے ہیں اور حکماء کا معقولات عشرہ کو اجناس عالیہ ماننا نہ کسی دلیل سے ثابت ہے اور نہ بداہت اسکی مسلم ہے خاصکر جبکہ انکے اکابر خود اسکی تصریح کرتے ہیں کہ عرض عام اور جنس میں اسیطرح خاصہ اور فصل میں فرق کرنا بہت دشوار ہے ۔ کما لاح لک شئی من ذلک مما نقلتہ من الزوراء ۔ و نیز بعض محشین مثنوی نے اسکی اسطرح تصریح کی ہے ۔ تحقیق مقام آنست کہ جوہریت و عرضیت از ذاتیات حقائق نیست ۔

اور مولانا بحر العلوم نے بھی اپنے حواشی میں اسکی تائید کی ہے اور یہ سوال کہ عرض کا جوہر ہونا کسیطرح اسکو عقل قبول نہیں کرتی دوسرے سوال سے معارض ہے کہ جوہر کا عرض ہو جانا باوجود روز و شب کے وقوع کے آجتک عقل اسکی کنہ کو نہیں سمجھ سکی واللہ مجھکو تو جب اسمیں غور کرتا ہوں حیرت ہوتی ہے کہ الہٰی اس قیام الصورۃ بالذہن واتصاف الذہن بالصورۃ کی کیا حقیقت ہے اور کیا کیفیت ہے اور اس حال و محل یعنی صورت و ذہن میں کیا علاقہ ہو جاتا ہے اور اس حلول سے ذہن میں کیا تاثر ہو جاتا ہے اور حقیقت موجودہ فی الاعیان میں تجرد عن المواد کا کیسے تغیر ہو جاتا ہے کچھ سمجھ میں نہیں آتا مگر شب و روز کے وقوع سے اس حیرت کی طرف التفات نہیں ہوتا گو کیفیت و حقیقت نہ جاننے کا اعتراف سب کو ہے چنانچہ آجتک یہ طے نہ ہوسکا کہ علم کونسے مقولے سے ہے اور اسکا عکس یعنی عرض کا جوہر بننا چونکہ نشاۃ دنیویہ میں ایسے بین طور پر جس میں کسی تاویل و عذر کی گنجایش نہ رہے نہیں دیکھا جاتا اس لئے حیرت کی طرف التفات ہوتا ہے ورنہ حقیقت کی مجہولیۃ میں دونوں یکساں ہیں ۔

(تقویت)

مولانا نے ایک مقام پر اس مضمون کو اس سے زیادہ صریح عنوان سے ذکر فرمایا ہے

(منقولہ من جزاء الاعمال) ۵

چون سجودی یا رکوعی مرد گشت — شد در آن عالم سجود او بہشت
چونکہ پرید از دہانت حمد حق — مرغ جنت ساختش رب الفلق
حمد و تسبیحت نماند مرغ را — ہمچو نطفہ مرغ باد است و ہوا
چون ز دستت رفت ایثار و زکوٰۃ — گشت این دست آنطرف نخل و نبات
آب خیرت آب جوئے خلد شد — جوئے شیر خلد مہر تست و وُدّ
ذوق طاعت گشت جویٔ انگبین — مستی و شوق تو جویٔ خمر بین
این سببہا آن اثرہا نماند — کس نداند چونش جائی آن نشاند
این سببہا چون بفرمان تو بود — چار جو ہم مر ترا فرمان نمود
ہرطرف خواہی روانش میکنی — آن صفت چون بد چنانش میکنی
چون منی تست کہ در فرمان تست — نسل تو در امر تو آیند وچیست
می دود در امر تو فرزند تو — کہ منم جزوت کہ کردیش گرو
آن صفت در امر تو بود این جہان — ہم در امر تست آن جوہا روان
آن درختان مر ترا فرمان برند — کان درختان از صفاتت بابرند
چون بامر تست اینجا این صفات — پس در امر تست آنجا آن جزات
چون ز دستت زخم بر مظلوم رست — آن درختے گشت ازان زقوم رست
چون ز خشم آتش تو در دلہا زدی — مایۂ نار جہنم آمدی
آتشت اینجا چون مردم سوز بود — آنچہ از وی زاد مرد افروز بود
آتش تو قصد مردم می کند — نار کز وی زاد بر مردم زند
آن سخنہائے چو مار و کژدمت — مار و کژدم گشت و می گیرد دمت

۹۹

(توجیہ آخر)

اگر باوجود اسقدر بسط وایضاح کے اب بھی کسی کی عقل اس جوہریت اعراض

کو قبول نہ کرے تو وہ نقل اعمال کی دوسری توجیہ اس طرح سے سمجھ لے کہ یہ اعمال
گو ظاہراً اعراض ہیں مگر واقع مین وہ جواہر ہین جیسے اور بھی بعض اشیاء ایسی ہیں کہ
انکو بہت عقلا نے اعراض سمجھا مگر دوسرے عقلاء نے اُنکے جوہر ہونے کا دعوی کیا۔
جیسے قدماء میں کیفیت شم میں اختلاف ہے کہ آیا ہوا کیفیت مشموم سے متکیف
ہوکر شامہ کی مدرک ہوتی ہے یا مشموم سے کچھ اجزاء منفصل ہوکر شامہ تک پہنچتے ہیں
یا اب متاخرین مین بعض فلاسفر نے نور شمس وغیرہ کو جسکو اب تک عرض کہا جاتا تھا
جوہر مانا ہے پس اسیطرح ممکن ہے کہ جب آدمی سے کوئی طاعت یا معصیت صادر
ہوتی ہو فوراً اس عامل سے کچھ اجزاء جوہریہ غیر مبصرہ للعامہ طیبہ یا خبیثہ حاملہ لکیفیۃ العمل
منفصل ہوکر دوسرے کسی عالم مین کسی طریق سے منتقل ہوجاتے ہون اور وہ وہان
بصور مناسبہ محفوظ رہتے ہون اور قیامت میں وہی معروض اور موزون ہوجاویں
اور بعض اہل کشف سے جو منقول ہے کہ انھون نے غسلخانہ میں سے پانی نکلتا ہوا دیکھا
اور آنکھیں بند کرلیں کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ ان قطرات میں مجھکو زنا کا نقشہ نظر آتا
ہے سو عجب نہیں کہ اس پانی میں ان ہی اجزاء میں سے بعض اجزاء موجود ہون۔
اور وہ ہیئت زنائیہ ان اجزاء میں حال ہو اور اسیطرح انکو مکشوف ہوگئے ہوں اور
میں نے اپنے اُستاد علیہ الرحمۃ سے قولہ تعالے وجل وا ما علموا حاضرا کی تفسیر
مین سُنا ہے کہ ہر عمل کی ہیئت بھی قیامت میں نظر آویگی مثلاً چور چوری کرتا ہوا نظر
آویگا زانی زنا کرتا ہوا سو عجب نہیں کہ وہی اجزاء اس ہیئت سے نظر آوین اور
ان اجزاء کی شکل عامل کی سی ہو اور اہل محشر کے بصر میں خاصیت خردبین کی پیدا
ہوجاوے کہ وہ اجزا خوب بڑے بڑے ہوکر اس عامل کے برابر جثہ میں نظر
آوین واللہ اعلم اور اس توجیہ کی بناء پر مولانا کے کلام میں انکو اعراض سے تعبیر کرنا
باعتبار زعم اہل ظاہر کے ہوگا۔

(افادہ)

چونکہ یہ کیفیت عرض اعمال کی یعنی انکا صور جوہریہ مین اوفق بظاہر الکتاب والسنۃ

ہے اسلئے اس قول کو ارضی الاقوال کہا گیا جیسا رسالہ کا تسمیہ اسپر دال ہے۔ وللہ الحمد علی ما علم وافہم۔

ضمیمہ نمبر (۴)

محاسن اسلام و قرآن کے متعلق غیر قوموں کی شہادتیں

جو اس مصرعہ کے مصداق ہیں۔ الفضل ما شھدت بہ الاعداء

(الف) منقول از اخبار وکیل ۱۸ جون ۱۹۱۳ء

اسلام کے واجبات اور فرائض حفظ صحت

جرمنی کے مشہور علمی رسالہ "دی ہائیف" میں نامور جرمن فاضل اور مستشرق علامہ جوالیم دی یولف نے اسلام کے واجبات اور فرائض حفظ صحت پر ایک نہایت قابل قدر مضمون لکھا ہے جسکی نقل ذیل میں ہے وہ تحریر کرتا ہے کہ دین اسلام کے اصول وعقائد وقواعد کو اگر بنظر غائر مطالعہ کیا جائے تو یہ حقیقت روز روشن کی مانند ظاہر ہوجاتی ہے کہ موجودہ مسلمان انکی پابندی سے کوسوں دور ہیں اور اگر مسلمانوں میں کوئی ایسی اولوالعزم روح پردہ غیب سے شہود میں آئے جو انکو از سر نو اسلام کے اصلی اور صحیح مرکز پر لے آئے تو اس میں کلام نہیں کہ انکی قوت کا طرہ افتخار آسمان تک جا پہنچے اور سیاسی اعتبار سے نہ سہی اخلاقی اجتماعی اور علمی پہلو سے وہ دنیا کی بساط پر ایک نہایت اہم مہرہ بن سکتے ہیں مجھے اسوقت اسلام کی سیاسی اہمیت سے سروکار نہیں بلکہ میں صرف اسکے ایک خاص پہلو پر بحث کرنا چاہتا ہوں جس پر اسوقت تک شاید کسی یورپین نے غور نہیں کیا یہ پہلو ان احکام وقوانین سے تعلق رکھتا ہے جو قرآن کریم نے حفظان صحت اور تندرستی کے متعلق اپنے ماننے والوں پر فرض کئے ہیں میں نہایت وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ روئے زمین کی تمام کتب سماوی

پر قرآن کو اس لحاظ سے خاص امتیاز حاصل ہے اگر ہم شاندار مگر سادہ واجبات و فرائض حفظان صحت پر نظر کریں جو قرآن کریم میں مذکور ہوئے ہیں اور پھر اس امر پر غور کریں کہ اُنکی پابندی کرنے والون کو جنت الفردوس کے مستحق قرار دینے میں اسکی کیا حکمت ہے تو ہم پر روشن ہو جائیگا کہ اگر یہ صحیفہ آسمانی اور کلام ربانی ساکنان ایشیار کو نہ ملتا تو ایشیا کا سادا با آفرین خطہ زمین یورپ کے حق مین اور بھی بلاخیز ہو گیا ہوتا۔ اسلام نے صفائی اور پاکیزگی اور پاکبازی کی صاف وصریح ہدایات کو نافذ کرکے جراثیم ہلاکت کو مہلک صدمہ پہنچا دیا ہے غسل اور وضو کے واجبات نہایت دوراندیشی اور مصلحت پر مبنی ہین۔

غسل مین تمام جسم اور وضو میں اُن اعضاء کا پاک صاف کرنا ضروری ہے جو عام کاروبار یا چلنے پھرنے میں کھلے رہتے ہیں منہ کو صاف کرنا اور دانتون کو مسواک کرنا ناک کے اندرونی گرد و غبار وغیرہ کو دُور کرنا یہ تمام حفظ صحت کے لوازم ہیں اور ان واجبات کی بڑی شرط آب روان کا استعمال ہے جو فی الواقع جراثیم کے وجود سے پاک ہوتا ہے حضرت محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) نے لحم خنزیر میں اور بعض ممنوع جانورون کے اندر امراض ہیضہ و تان فالین بخار وغیرہ کا خطرہ دریافت کرلیا تھا حیوانات کے ذبح کرنے کا جو طریقہ شارع اسلام نے تلقین کیا ہے وہ بہت ضروری اور اہم ہے گرمی اور حدت جانورون کے خون میں مواد فاسد پیدا کرتی اور ہزار ہا ایسی بیماریون کا باعث ہوتی ہے جو نسل انسانی کے سم قاتل کا حکم رکھتی ہے ایسے بیمار جانورون کے جراثیم پیدا کر دیتا ہے اسلئے ذبح کرنے کے عمل میں جانور کے خون کا کثرت سے خارج ہونا لازمی ہے غسل اور وضو سے جو صفائی اور پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور حفظ صحت کی ان دو شرطون کے بعد تیسری اہم اور قابل قدر شرط ورزش جسمانی کی ہے یہ شرط نہایت آسانی کے ساتھ ادائے نماز سے پوری ہوتی ہے۔

۱۰۲

نماز میں قیام ورکوع و قعود و سجود کی حرکات اعلیٰ حکمت عملی اور تدبر پر مبنی ہیں

اگر اہل یورپ مین اسلامی نماز کا رواج ہوتا تو ہمین جسمانی ورزش کے لیے نئی نئی ورزشی
حرکتیں ایجاد نہ کرنا پڑتیں ایشیاء کے گرم ملک میں انسانی جسم کے اندر چربی زیادہ پیدا
ہوتی ہے اور سجدہ مین دونون ہاتھ اور دیگر اعضاء ایک خاص کشش کے ساتھ پھیلانا
اور سمیٹنا نامناسب فربہی کی مضرتوں کو دور کر دیتا ہے اسلام مین تعداد ازدواج کی
اجازت قوم کی کمی نسل کی ناقابل تلافی نقصان سے محفوظ رکھنے کے لئے ایک بنظیر اصول
ہے جسکی ہمیں تہ دل سے قدر کرنی چاہیئے یہ ایک ایسا اصول ہے کہ اگر بوقت ضرورت
اسکی پیروی کیجائے تو اس سے سلسلہ توالد و تناسل میں خلل انداز ہونے والے امراض
پیدا نہیں ہونے پاتے آپ ایشیا مین عمر رسیدہ دوشیزہ لڑکیاں بہت کم پائینگے
جو زیادہ عمر تک شادی نہ ہونے کے سبب ہسٹریا کی تکلیف دہ بیماری میں مبتلا ہوں
منشیات و مسکرات کو حرام قرار دینا اسلام کا اتنا بڑا احسان ہے کہ جسکے بار گران سی
انسان کبھی سبکدوش نہیں ہو سکتا اور ہم مدعیان تہذیب و تمدن یعنی اقوام یورپ کو
اس بارہ میں مسلمانوں پر حسد کرنا لازم ہے حیات مستعار کو ایک بے حقیقت شے
سمجھنا اور جان کی مطلق پروا نہ کرنا جسکے ساتھ ایک قادر مطلق ہستی کا پختہ اعتقاد بھی شامل
ہے اور مزید بران حفظ صحت کے قدرتی و فطرتی اصول و قوانین جنھین انسانی فکر و
تدبر کو کچھہ بھی دخل نہ ہو یہ تمام باتیں جسم انسانی کی تمام طاقتوں اور قوتوں کو مدت
دراز تک صحیح و سالم و مضبوط و مستحکم رکھنے کے لئے نہایت مؤثر اور یقینی وسائل ہیں۔
بااین ہمہ اگر ایشیاء بعض خصائص میں ہم پر بمراتب فوقیت رکھنے کے باوجود اکثر امور
میں ہم اہل یورپ سے بہت پس ماندہ ہے تو اسکے خاص وجوہ ہین منجملہ انکے ایک امر
مختلف قوموں کا باہمی اختلاط بھی ہے جنمیں سے اکثر کو اسلام کے ساتھ موہوم سا تعلق
ہے اور ایک قصہ یہ بھی ہے کہ خالص عربی النسل مسلمانوںکی سوسائٹی میں دوسرے
قومون کی عورتوں کا عقد نکاح کے ذریعہ سے داخل ہو جانا انکی ہیئت اجتماعیہ کے
فساد کا موجب ہوا ہے اور یہ قانون قدرت ہے کہ کامل چیز وہی ہے جو خالص
بھی ہو بہرحال اسلامی تعلیمات کی یہ بڑی فضیلت اور منزلت اظہر من الشمس ہی بالخصوص

اختلاط اجناس و اقوام کے لحاظ سے اسکے اُصول اور بھی قابل قدر اور لائق تحسین ہیں اس موقع پر یہ سوال قدرتاً دل میں پیدا ہوتا ہے کہ جب مسلمانون نے اسلام کی پیروی ترک کر دی ہے۔ تعلیمات قرآنی کی جانب سے روگردان ہو گئے ہیں سچا اسلام عملی صورت مین آجکل کہیں بھی موجود نہیں ہے اور اسکی بگڑی ہوئی ہیئت نے اپنے پیروون کو تنزل اور ضلالت وجہالت کے عمیق غار میں دھکیل دیا ہے تو آخر ان کا انجام کیا ہو گا ہمارے نزدیک اسکے ساتھ ہی یہ سوال بھی ہونا چاہئیے کہ اگر اسلام نہ ہوتا تو ان قومون کا جو اب مسلمان کہلاتی ہین کیا حشر ہو سکتا تھا اور ان ہی قومون پر کیا منحصر ہے ہمیں خود اپنی نسبت یہ سوال کرنا چاہیئے کہ اگر اسلامی تہذیب دُنیا میں جلوہ فگن نہ ہوتی تو ہماری کیا کیفیت ہوتی آئین احسانمندی کی رو سے ہمپر واجب ہے کہ عربی علوم وفنون نے ہمارے علوم وفنون پر جو حیرت انگیز اثر ڈالا ہے اسکو فراموش نہ کرین اگر عربوں نے فلسفہ ارسطو کا اپنی زبان سے ترجمہ نہ کیا ہوتا اور پھر عربون کی معرکۃ الآرا تالیفات وتصانیف لاطینی زبان میں ترجمہ ہو کر ہم تک نہ آئی ہوتیں تو ہمین اس فلسفہ کی اصل یونانی کتابون کے حصول سے بہت مدت پیشتر ہی اسکا علم کیونکر ہو سکتا چند سو سال قبل ہی کا زمانہ لیجئے یورپ کے تشنگان علوم کا چشمہ شیرین اندلس کے عربی اسلامی دار العلوم تھے اور سچ پوچھو تو آج بھی جبکہ اسلام رو بہ تنزل ہے ہم اسلام کے سیاسی علوم سے بہت کچھ اخذ کر سکتے ہیں۔ فقط

۱۰۴

(ب) منقول از اخبار مدینہ بجنور ۹ر مارچ ۱۹۱۷ء ۶ ۱۹ ج ۶

پیغمبر اسلام سے ایک جرمنی ڈاکٹر کی عقیدت

جرمن کے مشہور ڈاکٹر کوخ نے ایک مضمون اخبار النصیحت میں لکھا تھا جسکا اقتباس ہم یہاں نقل کرتے ہیں تاکہ یہ ظاہر ہو کہ حدیث شریف کی جو تعلیم ہے وہ ایسی معقول ہے کہ ہر ایک سلیم الفطرت انسان خواہ وہ کسی مذہب وملت کا ہو اسکو قبول کرے گا۔

ڈاکٹر مذکور لکھتا ہے کہ جسوقت سے مجھکو نوشادر کا داء الکلب کیلئے تیر بہدف علاج ہونا دریافت ہوگیا ہے اسوقت سے میں عظیم الشان نبی (یعنی محمد صلعم) کی خاص طور پر قدر و منزلت کرتا ہوں اس انکشاف کی راہ میں مجھکو انہیں کے مبارک قول کی شمع نور نے روشنی دکھائی میں نے انکی وہ حدیث پڑہی جسکا مفہوم یہ ہے کہ جس برتن میں کتا منہ ڈالے اسکو سات بار دہوڈالو چھ مرتبہ پانی سے اور ایک مرتبہ مٹی سے یہ حدیث دیکھکر مجھے خیال آیا۔ محمد صلعم جیسے عظیم الشان پیغمبر کی شان میں فضول گوئی نہیں ہوسکتی۔ ضرور اس میں کوئی مفید راز ہے اور میں نے مٹی کے عنصروں کی کیمیائی تحلیل کرکے ہر ایک عنصر کا داء الکلب میں الگ استعمال شروع کیا اخیر میں نوشادر کے تجربہ کی نوبت آتے ہی مجھپر منکشف ہوگیا کہ اس مرض کا یہی علاج ہے آنحضرت نے مٹی سے برتن دہونے کی رغبت کیوں دلائی اسکی وجہ یہ ہے کہ نوشادر ہمیشہ مٹی میں موجود رہتا ہے اور اگر آپ نے محض نوشادر ہی سے برتن دہونے کی ہدایت فرمائی ہوتی تو بسا اوقات اسکا ملنا غیر ممکن ہوتا اسلیئے مٹی جو ہر وقت اور ہر جگہ پائی جاتی ہے برتنوں کی صفائی کیلئے بہترین ذریعہ صفائی تھی اور اسیطرح آنحضرت کی حدیث الحمی من فیح جهنم فاطفو ا حرها بالماء پر اطبا ہنسا کرتے تھے حالانکہ آپکی غرض اس ارشاد سے یہ تھی کہ صفراوی بخار کا علاج آب سرد سے کرو چنانچہ اب تحقیقات نے واضح کردیا ہے کہ بخار کا علاج صرف ٹھنڈا پانی ہی نہیں ہے بلکہ برفاب ہے غرضکہ آنحضرت صلعم کی بہت سی حدثیں فن طب کی جان اور اصل الاصول ہیں اور تحقیق و تفتیش انکی صداقت کاملہ کا اظہار کرتی ہے میں اس پیغمبر کا ادب و احترام کرتا اور کہتا ہوں کہ ابتدائے آفرینش آدم سے اتبک کوئی طبیب و حکیم دنیا میں آپکا ہم پلہ پیدا نہیں ہوا۔

اللھم صل علی محمد و علی آل محمد و بارک وسلم

(ج) منقول از اخبار وحدت ۲ فروری ۱۹۲۵ء ج ۲ ع ۲۱

قرآن تمام آسمانی کتابوں میں بہترین کتاب ہے

ڈاکٹر موریس نے جو فرانس کے نامور اہل قلم مستشرق اور ماہر علوم عربیہ میں اور جنہوں نے

105

گورنمنٹ فرانس کے حکم سے قرآن کریم کا ترجمہ فرانسیسی زبان مین کیا تھا اپنے ایک مضمون مین جو" لاباروِل فرانس رومان" مین شائع ہوا تھا ایک اور فرانسیسی مترجم قرآن موسیو سالمان ریناش کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے لکھتا ہے۔

قرآن کیا ہے؟ قرآن اگر کوئی ایسی منقبت ہوسکتی ہے جسمین کسیطرح کا نقص نہ نکل سکتا ہو تو وہ اسکی فصاحت و بلاغت ہے وہ عظیم الشان فضیلت جسپر تیس کروڑ۔ (چالیس کروڑ مؤلف) انسان فخر کررہے ہیں وہ یہی ہے کہ مقاصد کی خوبی اور مطالب کی خوش اسلوبی کے اعتبار سے یہ کتاب تمام آسمانی کتابون پر فائق ہے بلکہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ قدرت کی ازلی عنایت نے انسان کے لئے جو کتابیں تیار کی ہیں ان سب میں یہ بہترین کتاب ہے اسکے نغمے انسان کی خیر و فلاح کے متعلق فلاسفہ یونان کے نغموں سے کہیں اچھے ہیں اس میں آسمان و زمین کے بنانے والے کی حمد و ثنا بھری ہے خدا کی عظمت سے اسکا حرف حرف لبریز ہے جسنے یہ چیزین پیدا کی ہیں اور ہر ایک چیز کی اسکی استعداد کے مطابق رہنمائی کی ہے (پیام آمین) ۱۰۶

(د) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء ۲۶ ج ۲

مسٹر آرنلڈ وہائٹ نے اسلامک ریویو ماہ مئی ۱۹۱۶ء صفحہ ۲۲۶ مین لکھا ہے

"وہ اسباق جو ہم عہد نامہ عتیق اور عہد نامہ جدید سے یہودیون کے توسط سے سیکھتے ہیں (نصف یورپ ایک یہودی یعنی جناب مسیح اور بقیہ نصف ایک یہودن یعنی جناب مریم کی پرستش کرتا ہے) ہمیں بنی نوع انسان کے ساتھ انسانیت سے پیش آنا اور تمام لوگون کے خیالات کا احترام کرنا سکھاتے ہین لیکن قرآن نے جسکو ایک ساربان کے فرزند نے لکھا مسلمانوں کو نہ صرف زبردست جنگ آرائی سکھائی بلکہ پرائیویٹ زندگی میں ہمدردی۔ خیرات۔ فیاضی شجاعت اور مسلمان نوازی کا سبق پڑھایا"

(ه) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء ۲۶ ج ۲

بابا نانک نے لکھا ہے۔ توریت۔ زبور۔ انجیل۔ ترے پڑھ سُن ڈٹھے وید رہی قرآن کتاب کل جگ میں پروار۔ (جنم ساکھی کلان صفحہ ۱۴۷) (توریت۔ زبور۔ انجیل اور

وید وغیرہ تمام پڑھکر دیکھہ لئے قرآن شریف ہی قابل قبول اور اطمینان قلب کی کتاب نظر آئی) رہی کتاب ایمان وہی ہے کتاب قرآن (اگر سچ پوچھو تو سچی اور ایمان کی کتاب جسکی ملاقات سے دل باغ باغ ہو جاتا ہے قرآن شریف ہی ہے)

(و) منقول از اخبار وحدت ۸ فروری سنہ ۱۹۲۵ء ۲۶ ج ۲

پروفیسر اڈورڈ جی براؤن ایم۔ اے۔ ایم۔ بی نے اپنی تالیفات دوائے لٹریری ہسٹری آف پرشیا،، (تاریخ ادبیات ایران) مین ژند اوستا اور قرآن کا مقابلہ کرتے ہوئے صہ۱۰ میں لکھا ہے۔ مین جون جون قرآن پر غور کرتا اور اسکے مفہوم و معانی کے سمجھنے کی کوشش کرتا ہون میرے دل میں اسکی قدر و منزلت زیادہ ہوتی جاتی ہے لیکن ژند اوستا کا مطالعہ بجز ایسی حالتون کے کہ اسکو علم الاوثان یا تحقیق لسانی یا اسی قسم کے دیگر اغراض کے لئے پڑھا جائے طبیعت میں تکان پیدا کرتا اور بار خاطر ہو جاتا ہے۔

۱۰۷

(ز) منقول از اخبار وحدت ۸ فروری سنہ ۱۹۲۵ء ۲۶ ج ۲

انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کی جلد ۱۶ صفحہ ۵۹۹ میں لکھا ہے۔ قرآن کے مختلف حصص کے مطالب ایک دوسرے سے بالکل متفاوت ہین بہت سی آیات دینی و اخلاقی خیالات پر مشتمل ہین مظاہر قدرت تاریخ الہامات انبیا کے ذریعہ اسمیں خدا کی عظمت مہربانی اور صداقت کی یاد دلائی گئی ہے بالخصوص حضرت محمد (صلعم) کے واسطہ سے خدا کو واحد اور قادر مطلق ظاہر کیا گیا ہے۔ بت پرستی اور مخلوقات کی پرستش کو (جیسا کہ جناب مسیح کو خدا کا بیٹا سمجھکر پوجا جاتا ہے) بلا لحاظ ناجائز قرار دیا گیا ہے قرآن کی نسبت یہ بالکل بجا کہا جاتا ہے کہ وہ دنیا بھر کی موجودہ کتابون میں سب سے زیادہ پڑھا جاتا ہے۔

(ح) منقول از اخبار وحدت ۸ فروری سنہ ۱۹۲۵ء ۲۶ ج ۲

ڈاکٹر کینن آئزک ٹیلر نے سنہ ۱۸۸۷ء میں بحیثیت صدر نشین کلیسائے انگلستان ایک تقریر کی تھی جو اسی زمانہ میں لنڈن ٹائمز مین شائع ہوئی تھی اس تقریر کا خلاصہ یہ ہے

کہ اسلام کی بنیاد قرآن پر ہے جو تمدن کا جھنڈا اُڑاتا ہے جو تعلیم دیتا ہے کہ انسان جو نہ جانتا ہو اسکو سیکھے جو بتاتا ہے کہ صاف کپڑے پہنو اور صفائی سے رہو جو حکم دیتا ہے کہ استقلال و استقامت لازمی فرض ہے بے شبہ دین اسلام کے تمام اصول ار فرع میں اور اسکی خصوصیات شائستگی اور تمدن سکھلاتی ہے۔

(ط) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء سنہ ۲۶ جلد ۲

"ہربرٹ لکچرز" میں یہ فقرات موجود ہین

اسلامی قانون قابل تعریف اصول پر مشتمل ہے اور زیادہ قابل تعریف یہ امر ہے کہ اسے ان اصول کی تعلیم و انجام دہی کی زبردست حائل میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔ "شریعت اسلام نہایت اعلیٰ درجہ کے عقلی احکام کا مجموعہ ہے جن فضائل و اعمال کی اسمیں ہدایت کی گئی ہے وہ ایسے برگزیدہ اور شائستہ ہین کہ کسی مشہور مسیحی قسیس کی ہدایتیں بھی انکا مقابلہ نہین کر سکتین۔

(ی) منقول از اخبار وحدت ۸ر فروری ۱۹۲۵ء سنہ ۲۶ جلد ۲

مسٹر روڈول جس نے قرآن شریف کا ترجمہ شائع کیا لکھتا ہے "جتنا بھی ہم اس کتاب (قرآن) کو الٹ پلٹ کر دیکھیں اسیقدر پہلے مطالعہ میں اسکی نامرغوبی نئے نئے پہلوؤں سے اپنا رنگ جماتی ہے لیکن فوراً ہمین مسخر کر لیتی۔ متحیر بنا دیتی اور آخر میں ہم سے تعظیم کرا کر چھوڑتی ہے اسکا طرز بیان باعتبار اسکے مضامین و اغراض کے عفیف عالیشان اور تہدید آمیز ہے اور جا بجا اسکے مضامین سخن کی غایت رفعت تک پہنچ جاتے ہین غرض یہ کتاب ہر زمانہ میں اپنا پر زور اثر دکھاتی رہے گی"۔

تمت

رسالہ تمامها تمت الجلد الثالث الذی بتمامہ تم اصل الکتاب ونحمده الله الذی عنده ام الکتاب ÷ والله عنده حسن الثواب ÷ وزمان الختام ÷ اوّل شهر الله محرم الحرام ۱۳۳۵ من هجرة سید الانام صلی الله تعالی علیه وعلی آله العظام واصحابه الکرام مدی اللیالی والایام ÷ ابداً ابداً لا انقضاء ولا انصرام ÷ فقط۔

یعنی اے مرتضیٰ اب اُسی طرف سے جواب کو بھی تلاش کرو اس لئے کہ یہ سوال بھی تمکو
اُسی طرف سے آیا ہے۔

گوشۂ بے گوشۂ دل شہ رہیست تا بلا شرقی و لا غرب از مہیست

یعنی بے گوشہ دل کا گوشہ لاشرقی سے لاغربی تک ایک شاہ راہ ہے ایک برتر کی طرف ہے۔
دل کے بے گوشہ ہونے سے مراد دل کا لامکانی ہونا اور پھر اُسکے گوشہ سے مراد خلوت
ہے مقصود یہ کہ جو جسم کہ لامکانی ہے اس سے خلوت میں حق تعالےٰ تک ایک شاہ راہ
ہے کہ جب اسکو خلوت نصیب ہوتی ہے اور ازدحام خلائق نہین ہوتا وہ فوراً اُس
طرف متوجہ ہو جاتا ہے۔ لہذا تم اُس طرف توجہ کرو اور اُدھر لو لگاؤ کہ اس سے ساری
اشکال حل ہو جاوینگے۔

۱۸۵

تو ازین سو و ازان سو چون گدا اے کہ معنی چہ می جوئی صدا

یعنی تو اس طرف سے ہی ہے اور اُس طرف سے مثل گدا کے ہے تو اے کوہ معنی تو
صدا کو کیا تلاش کر رہا ہے مطلب یہ ہے کہ تو تو کوہ معنی ہے اور تیرے اندر انوار
و تجلیات حق درجۂ استعداد مین موجود ہیں تو پھر ان الفاظ اور اشیا ظاہری پر کیون
لگا ہوا ہے جن سے کہ اشکال واقع ہوتے ہیں تو اُس معنی اور اُس مقصود کی طرف کیون
رجوع نہیں ہوتا۔

ہم ازان سو جو کہ وقت درد تو می شوی در ذکر یاربی دو تو

یعنی اس جواب کو بھی اُس طرف سے ڈھونڈھ جہان کہ درد کیوقت ذکر یا ربی میں تو دُہرا ہوا کرتا ہے
مطلب یہ کہ مصیبت کے وقت جسکو پکارا کرتا ہے اُسکا جواب بھی اُدھر ہی سے طلب کر

وقت درد و مرگ آنسو می خمے چونکہ درد رفت چونے اعجمے

یعنی درد اور مرگ کے وقت تو اس طرف جھکتا ہے اور جبکہ درد تیرا جاتا رہا تو تو کیسا اجنبی ہوجاتا ہے جیساکہ قرآن شریف مین ہے کہ واذا رکبوا فی الفلک دعوا اللہ مخلصین له الدین فلما نجاھم الی البر اذا ھم یشرکون۔ کہ جب وہ کشتی مین سوار ہوتے ہین۔ اسوقت تو حق تعالےٰ کو خلوص سے پکارتے ہیں اور جب انکو خشکی کی طرف نجات دیدیتے ہین تو شرک کرنے لگتے ہیں۔ تو اسیطرح ہم لوگ مصیبت کے وقت تو حق تعالےٰ کو پکارتے ہین اور جب حق تعالےٰ اُس مصیبت سے نجات دیدیتے ہین تو بس پھر سب بھول جاتے ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

وقت محنت گشتۂ اللہ گو — چونکہ محنت رفت گوئی راہ کو

یعنی مصیبت کے وقت تو تو اللہ کہنے والا بنجاتا ہے اور جب وہ مصیبت جاتی رہی تو کہتا ہے کہ راہ (حق) کہان ہے۔

186

در زمان درد و غم یادش کنی — چون شدی خوش باز بر غفلت تنی

یعنی درد و غم کے وقت مین تو اسکو تو یاد کرتا ہے اور جب (درد و غم سے) اچھا ہوجاتا ہے تو غفلت پر مستعد ہوجاتا ہے۔

این ازان آمد کہ حق را بی گمان — ہر کہ بشناسد بود دائم بران

یعنی یہ اس وجہ سے ہے کہ جو کوئی حق کو بے گمان پہچان لیگا وہ تو ہمیشہ اسی پر (قائم) رہیگا۔

وانکہ در عقل و گمان ہستش حجیب — گاہ پوشیدہ است و گہ بدریدہ جیب

یعنی جس شخص کی عقل اور گمان مین حجاب ہے تو اُسکو کبھی پوشیدہ ہے اور کبھی گریبان دریدہ ہے مطلب یہ کہ جس نے حق کو پہچان لیا وہ تو ہر وقت اور ہر گھڑی ایسا ہی رہتا ہے اور جو کہ ابھی محجوب ہے اُسکو کبھی تو مشاہدہ ہوجاتا ہے اور کبھی پھر محجوبیت ہوجاتی ہے

جب اُسکو حضور ہوتا ہے تو وہ یاد کرلیتا ہے اور جب پھر حجاب ہوجاتا ہے تو وہ بھول جاتا ہے۔

عقل جزوی گاہ خیرہ گہ نگون　　عقل کلی آمن از ریب المنون

یعنی عقل جزوی کبھی تو (مشاہدۂ حق میں) حیران ہوتی اور کبھی سرنگون ہوتی ہے اور عقل کلی حوادثات زمانہ سے بیخوف ہوتی ہے۔ عقل جزوی سے مراد عقل عوام اور عقل کلی سے مراد عقل اولیاء۔ کہ وہ ادراک کلیات کا کرتی ہے۔ تو جزوی عقل تو مختلف احوال میں رہتی ہے اور عقل کلی ہمیشہ مشاہدہ مین رہتی ہے جب یہ معلوم ہوگیا تو یہ کرو کہ۔

عقل بفروش و ہنر حیرت بخر　　رو بخواری نے بخارا ای پسر

یعنی عقل (جزوی) کو اور ہنر (ظاہری) کو فروخت کرکے حیرت کو خرید لے اور اے صاحبزادے خواری میں جاؤ بخارا میں مت جاؤ چونکہ بخارا میں علوم زیادہ تھے تو مطلب یہ ہے کہ ان علوم ظاہری کے حصول میں کوشاں مت ہو بلکہ تواضع اور انکسار حاصل کرو اور جب تم تواضع پیدا کرلوگے تو یہ ہوگا کہ۔

تا بخارائے دگر بینی درون　　ساکنان محفلش لا یفقہون

یعنی تاکہ تم باطن مین ایک دوسرا بخارا دیکھو کہ اُس محفل کے ساکن (ان ظاہری باتون کو) سمجھتے بھی نہیں ہیں یعنی تم کو وہان علوم و معارف حاصل ہونگے لہذا تواضع و انکسار پیدا کرو۔ آگے ایک اعتراض کا جواب دیتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ آپ جو اس علم ظاہری کی مذمت کرتے ہیں اور معانی کے حصول کی ترغیب دیتے ہیں تو آپ بھی تو خود یہ قصے و حکایات بیان کرتے ہین جنکا تعلق علم ظاہری سے ہے مولانا اسکا جواب بطور دفع دخل مقدر کے فرماتے ہیں کہ۔

ما چو خود را در سخن آغشته ایم / کز حکایت ما حکایت گشته ایم

من عدم و افسانه گردم در حنین / تا تقلب یابم اندر ساجدین

این حکایت نیست پیش مرد کار / وصف حال ست و حضور یار غار

آن اساطیر اولین که گفت عاق / حرف قرآن را بد آثار نفاق

۱۸۸

لامکانے که درو نور خداست / ماضی و مستقبل و حالش کجاست

ماضی و مستقبلش نسبت بتست / هر دو یک چیز اند و پنداری که دوست

یک تنے او را پدر ما را پسر / بام زیر زید و بر عمرو آن زبر

نسبت زیر و زبر شد زین دو کس / سقف سوئی خویش یکچیز ست و بس

نیست مثل آن مثال ست این سخن / قاصر از معنی نو حرف کہن

چو لب جو نیست مشکا لب ببند / بے لب و ساحل بدست این بحر قند

سوئے فرعون مدّمغ تاچہ کرد	این سخن پایان ندارد باز گرد

تم یہ شبہ نہ کرنا کہ آپ تو خود الفاظ مین پھنسے ہوئے اور قصہ گوئی مین مصروف ہیں اور ہم کو ترک الفاظ کی ہدایت فرماتے ہیں کیونکہ میں جو گفتگو میں مشغول اور یہاں تک مشغول ہون کہ حکایات کے بیان کرنے میں ضرب المثل ہو گیا ہوں اور یہی رونا روتے ہوئے معدوم اور افسانہ ہو جاؤنگا اس سے میرا مقصود الفاظ نہیں بلکہ ایک معنی صحیح ہیں وہ یہ کہ سالکین کی رہنمائی کا شرف مجھے حاصل ہو اور ان کی استمداد سے مجھے مزید قرب حق حاصل ہو پس یہ جاننے والے کے نزدیک حکایات نہین ہیں۔ بلکہ اظہار حقائق اور مشاہدۂ جمال حق سبحانہ ہے کیونکہ مجھے ہر بات سے خوشنودی حق سبحانہ مطلوب ہے تم اسکو افسانہ کہنے سے احتراز کرو دیکھو قرآن کو نافرمانون نے اساطیر الاولین کہا تھا۔ یہ انکے کفر و نفاق کی علامت تھی وہ لامکان جہان نور خدا (قرآن) ہے ماضی و مستقبل و حال کہان ہے اسلئے کہ یہ یا تو زمانہ کے حصص ہیں یا زمانیات کے اقسام اور وہان نہ زمانہ کو دخل ہے اور نہ زمانیات کو۔ ماضی و مستقبل تو تمہارے لحاظ سے ہیں ورنہ فی حد ذاتہا دونوں ایک شے ہیں مگر تم اسکو دو سمجھتے ہو۔ اسکو ہم واضح مثالوں سے ظاہر کرتے ہیں ایک شخص ہے کہ اُسکا باپ ہمارا بیٹا ہے تو یہ شخص اپنی ذات کے لحاظ سے ایک ہے مگر نسبت کے اعتبار سے دو کیونکہ باپ بھی ہے اور بیٹا بھی اور دیکھو کوٹھا زید کے نیچے ہے اور عمرو کے اوپر ہے بس وہ تحت و فوق دو شخصوں کے لحاظ سے ہو گیا ہے ورنہ جہت اپنے لحاظ سے صرف ایک شے ہے۔ یونہی ماضی و مستقبل قرآنی کو سمجھ لو۔ لیکن ان امور مذکورہ کو اسکی تقریبی مثال سمجھنا اور من کل الوجوہ اسکی مثال نہ سمجھ بیٹھنا کیونکہ ہر دو میں بہت بڑا فرق ہے اور یہ فرق اس لئے باقی رہا کہ الفاظ تو ہیں دقیانوسی اور پرانے اور معانی ہین نئے جنکے لئے الفاظ موضوع نہیں ہذا انہیں پرانے الفاظون میں سے اس نئے معنی کے مناسب الفاظ نکالکر اسکو ظاہر کیا جاتا

۱۸۹

ہے اس لئے وہ معنی پر دے کے طور پر ظاہر نہیں ہو سکتے۔ آگے الفاظ کو مشک سے اور معانی خاصہ کو ندی اور سمندر سے تشبیہ دیکر فرماتے ہیں کہ اے مشک کے مشابہ لفظو جبکہ اس ندی کا کنارہ نہیں تو تم اپنا منہ بند کرلو اور ان معانی جدیدہ کو اپنے اندر سمانے کی ہوس نہ کرو کیونکہ اس بحر قند کا تو کوئی ساحل اور کنارہ ہی نہیں پھر تم اپنے اندر انہیں کیسے لے سکتے ہو۔ خیر یہ گفتگو تو ختم نہ ہوگی۔ اب بد دماغ فرعون کی طرف لوٹنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ اس نے موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ کیلئے کیا تدبیر کی۔

شرح شبیری

من چو خود را در سخن آغشته ام — کز حکایت من حکایت گشته ام

۱۹۰ یعنی میں نے اپنے کو جو باتوں میں ملا رکھا ہے اور حکایت کی وجہ سے میں محو حکایت بنگیا ہوں

من عدم و افسانہ گردم در حنین — تا تقلب یابم اندر ساجدین

یعنی میں جو عدم اور افسانہ بات میں ہو گیا ہوں (یہ سب اسلئے ہے) تاکہ میں ساجدین میں تقلب پاؤں قرآن شریف میں ہے وتقلبك فی الساجدین یعنی حضور جو تہجد پڑھنے والونکی نگرانی فرماتے ہیں تو ہم آپ کا اُن میں تقلب دیکھتے ہیں تو جسطرح کہ وہاں حضور ثواب کے لئے ایسا کرتے تھے اسیطرح میں بھی یہ ساری حکایات ہدایت کیواسطے لاتا ہوں کہ ان سے نتائج نکالکر ہدایت ہوگی۔

این حکایت نیست پیش مرد کار — وصف حالست و حضور یار غار

یعنی یہ کام والے آدمی کے سامنے تو حکایت نہیں ہے بلکہ وصف حال ہے اور حق تعالےٰ کا حضور ہے۔

آن اساطیر اولین کہ گفت عاق　　حرف قرآن را بد آثار نفاق

یعنی وہ جو حرف قرآن کو اس کافر نے اساطیر الاولین کہا تھا یہ سب آثار نفاق سے تھا حالانکہ حرف قرآنی ایک ایک ہدایت ہین تو اسیطرح جو کہ کام کا آدمی ہے اسکے سامنے تو یہ حرف قرآنی کی طرح ہادی ہیں ورنہ پھر حکایات تو ہیں ہی۔

لامکانے کہ درو نور خداست　　ماضی و مستقبل و حال از کجاست

یعنی لامکانی جس مین کہ نور حق ہے اُسکا ماضی اور مستقبل اور حال کہان سے ہے مطلب یہ کہ اُسکے اعتبار سے تو سب یکسان ہے وجہ یہ ہے کہ قرآن تو کلام حق ہے اور وہ کلام حق ہونے کے اعتبار سے اور صفت حق ہونے کے اعتبار سے تو قدیم ہی ہے۔ اگرچہ وہ حادث ہوگئی ہو باعتبار الفاظ کے تو اسیطرح اگرچہ یہ بظاہر حکایات ہیں مگر حقیقت کے اعتبار سے یہ ہادی ہین۔

191

ماضی مستقبلش نسبت بتوست　　ہر دو یک چیز اند و پنداری کہ دوست

یعنی اُسکا ماضی اور مستقبل تیری نسبت کرکے ہے اور وہ دونون ایک ہی شئے ہین اور تو ان کو دو سمجھے ہوئے ہے یعنی ایک ہی شئے ہادی اور مضل ہوتی ہے ایک کے اعتبار سے ہادی ہے اور دوسری کے اعتبار سے مضل ہوتی ہے اور تم یہ خیال کرتے ہو کہ دو چیزین ہین ان میں سے ایک ہادی ہے اور ایک مضل ہے یہ نہیں ہو بلکہ اسکی مثال ایسی ہی جیسے کہ

یک تنے اورا پدر ما را پسر　　بام زیر زید و بر عمرو آن زبر

یعنی ایک ہی شخص ہے اسکے لئے تو باپ ہے اور ہمارا لڑکا ہے اور کوٹھا زید کے نیچے ہے اور عمرو کے وہی اوپر ہے مطلب یہ ہے کہ نسبت کے بدلنے سے منسوب نہین بدلتا ایک ہی شئے مین دو اعتبار ہو سکتے ہین ایک ہی شخص ایک کے اعتبار سے تو باپ ہے

اور دوسرے کے اعتبار سے جیسا زید کوٹھے کے اُوپر اور عمر نیچے تو کوٹھا تو وہی ہے مگر ایک کے اوپر ہے اور دوسرے کے نیچے ہے خود فرماتے ہین کہ۔

نسبت زیر و زبر شد زین دو کس سقف سوئے خویش یکچیز ست و بس

یعنی اُوپر نیچے ان دونون شخصون کی نسبت ہوئی ورنہ خود سقف اپنے اعتبار سے ایک ہی شئے ہے اور بس تو اسیطرح کلام حق درجہ کلام مین تو قدیم ہی ہے اُسکے یہان ماضی اور مستقبل کہان ہے اور یہ جو کفار کہتے تھے کہ یہ حکایات پہلون کی ہیں یہ پہلے انکے اعتبار سے تھے ورنہ حق تعالےٰ کے سامنے تو سب یکسان ہین جو شئے کہ ہم سے پہلے ہے وہ حق تعالےٰ کے سامنے اسوقت موجود ہے تو اختلاف زمان ہمارے اعتبار سے ہی ہے اسیطرح یہ حکایات ماضی کی ہین مگر انکے مصادیق اب بھی موجود ہین آگے فرماتے ہین کہ۔

۱۹۲

نیست مثل آن مثالست این سخن قاصر از معنی نو حرف کہن

یعنی اسکے مثل نہین ہے بلکہ یہ ساری باتیں مثال ہیں اور یہ حرف کہن معنی نو کے بیان سے قاصر ہیں مطلب یہ کہ چونکہ حق تعالےٰ کا کلام تو جیسا تھا ویسا ہی اب بھی ہے اسلئے وہ اگرچہ قدیم ہے مگر اب بھی وہ معنی نو ہی ہیں اور ہمارے الفاظ ہر گھڑی زائل ہوتے ہیں تو یہ ہر گھڑی کہن ہو رہے ہیں تو ان کو حرف کہن کہا تو فرماتے ہیں کہ ہم نے جو کچھ یہ بیان کیا ہے یہ حق تعالےٰ کی مثال ہے مثل نہیں ہے اسلئے کہ مثل تو کہتے ہیں مشارک فی النوع کو اور یہ باری تعالیٰ کے ساتھ ممتنع ہے لہذا یہ مثال ہے مگر ہمیں بھی ہم مثال پوری طرح بیان نہ کر سکے بلکہ اسکے بیان سے بھی قاصر رہے ہیں آگے فرماتے ہین کہ۔

چون لب جو نیست مشکا لب ببند بے لب و ساحل ہست این بحر قند

(باقی آئندہ)

الحديث حديث
ابی ثعلبة
اذا رأيت
شحا مطاعا
وهوى متبعا
واعجاب كل
ذی رأی
برأيه فعليك
بنفسك ابوداود
والترمذی
وحسنه
وابن ماجه
ف فيه ما عليه
البعض من
عدم التعرض
لاجل وجود هذه
الاعذار ظاهر
ودع امر العامة

الحديث حديث لو لم تذنبوا
لخشيت عليكم ما هو اكبر
من ذلك العجب العجب البزار

حدیث ابو ثعلبہ کی حدیث کہ جب تم یہ حالت
دیکھو کہ حرص کی اطاعت کیجا رہی ہے اور خواہش
نفسانی کا اتباع ہو رہا ہے اور ہر ذی رائے
اپنی رائے کو پسند کرنے لگا ہے تو (اوسوقت)
تم اپنے نفس کی خبر لو اور عامہ ناس سے تعرض مت
کرو جیسا کہ ایک روایت میں یہ زیادت بھی ہے
ودع امر العامة اور جن پر باقاعدہ حکومت
ہے وہ عامہ سے خارج ہیں) روایت کیا
اسکو ابوداؤد اور ترمذی نے اور ترمذی نے
اسکی تحسین بھی کی ہے اور ابن ماجہ نے بھی
روایت کیا۔ **ف** اسمیں اوسکا ذکر ہے جو
بعض بزرگوں کا معمول ہے کہ (بجز مواقع وجوب کے)
کسی سے تعرض نہیں کرتے (کیونکہ ان عذروں
کے ہوتے ہوئے عدم تعرض کی اجازت ہے)
اور ان عذروں کا وجود (اس وقت) ظاہر ہے
(اور چونکہ یہ عدم تعرض واجب نہیں اس لئے
جو بزرگ تعرض کرتے ہیں وہ بھی اس حدیث
کے خلاف نہیں)

حدیث۔ اگر تم سے گناہ صادر نہ ہوں تو مجھکو
تم پر اس سے بھی بڑی بات کا اندیشہ ہے
اور وہ خود بینی خود بینی ہے اسکو بزار نے اور

عدم التعرض للعامة فی بعض الاحوال الخاصة

ترک تعرض بعوام

وابن حبان فی الضعفاء
والبیہقی فی الشعب من حدیث
انس وفیہ سلام بن ابی الصہبا
قال البخاری منکر الحدیث
وقال احمد حسن الحدیث
ورواہ ابو منصور الدیلمی
فی مسند الفردوس من حدیث
ابی سعید بسند ضعیف
جدا ف فیہ ما یذکرہ
العارفون من بعض الحکم
التکوینیۃ للمعاصی ولا
یلزم منہ الاذن فی مباشرتہا
وانما المقصود منہ التخفیف
فی غم المعاصی بحیث یفضی الی القنوط

ابن حبان نے ضعفار میں اور بیہقی نے شعب میں
حضرت انس کی حدیث سے اور اسمیں سلام
بن ابی الصہباء ہے اوسکو بخاری نے منکر الحدیث
کہا ہے اور احمد نے حسن الحدیث کہا ہے اور
اسکو ابو منصور دیلمی نے مسند الفردوس میں
ابو سعید کی حدیث سے ایسی سند سے روایت
کیا ہے جو غایت درجہ ضعیف ہے ف
اسمیں وہ مضمون ہے جسکو عارفین ذکر کیا کرتے ہیں
یعنی معاصی کی بعض تکوینی حکمتیں اور اس سے
معاصی کے ارتکاب کی اجازت لازم نہیں آتی
صرف مقصود اس (مضمون) سے مرتکب معصیت
کے اوس غم میں تخفیف کرنا ہے جو درجہ یاس
تک پہونچ جاوے (جس سے پھر وہ نہ معصیت سے
توبہ کرے نہ معصیت کو ترک کرے)

الحدیث

ان اللہ لا ینظر
الی صورکم
تقدم قلت
فی العزیزی
ان اللہ لا
ینظر الی صورکم

حدیث ۔ اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں کو
نہیں دیکھتے یہ حدیث پہلے گذر چکی ہے میں
(اشرف) کہتا ہوں کہ (چونکہ وہ موقع میں نے
تلاش نہیں کیا اسلئے دوسری جگہ سے سند نقل
کرتا ہوں سو) عزیزی میں ہے کہ اللہ تعالے
تمہاری صورتوں کو (جنمیں اعمال ظاہرہ محضہ
بھی آگئے کہ وہ بھی خاص ہیئات ہیں صورت کی)

۹۴

کون اصلاح الباطن اصلا

اصل بودن اصلاح باطن

وامو الکم ولکن انما ینظرالی قلوبکم واعمالکم مرہ عن ابی هریرة ف صریح فی کون اصلاح الباطن اصلا لان الاعمال لا یعتد بها بدونه وقول الرومی کالترجمة له ؎

اور اموال کو نہیں دیکھتے لیکن تمہارے قلوب اور اعمال کو دیکھتے ہیں روایت کیا اسکو مسلم اور ابن ماجہ نے ابو ہریرہ رضہ سے۔ ف حدیث صریح ہے اصلاح باطن کے اصل ہونے میں (اور اعمال کا ذکر اس کا منافی نہ سمجھا جاوے کیونکہ اعمال بھی بدون اصلاح باطن معتد بہا نہیں ہیں (چنانچہ عقیدہ صحیحہ و اخلاص اعمال میں بالاتفاق شرط ہے اور یہ دونوں باطن ہیں) اور مولانا رومی کا یہ شعر گویا اس حدیث کا ترجمہ ہے ؎

ما بروں را ننگریم وقال را
ما دروں را بنگریم وحال را

ما بروں را ننگریم وقال را
ما دروں را بنگریم وحال را

95

کتاب التوبة من ربع المنجیات

کتاب التوبہ از ربع منجیات

الحدیث الندم توبة ابن ماجة وابن حبان والحاکم وصحح اسناده من حدیث ابن مسعود ورواه ابن حبان والحاکم من حدیث انس وقال صحیح علی شرط الشیخین ف فیه حقیقة التوبة

حدیث نادم ہونا توبہ ہے روایت کیا اسکو ابن ماجہ نے اور ابن حبان نے اور حاکم نے اور انہوں نے اسکی اسناد کو صحیح بھی کہا ہے ابن مسعود کی حدیث اور ابن حبان اور حاکم نے انس کی حدیث سے بھی اسکو روایت کیا اور حاکم نے کہا کہ یہ صحیح ہے شیخین کی شرط پر ف اس حدیث میں توبہ کی حقیقت بیان کی گئی ہے ؎

حقیقۃ التوبہ

الحدیث ٩٦ الله افرح بتوبة عبده المؤمن من رجل نزل فی ارض فلاة دویة مهلكة الحدیث متفق علیه من حدیث ابن مسعود وانس زاد مسلم فی حدیث انس ثم قال من شدة الفرح اللهم انت عبدی وانا ربك اخطأ من شدة الفرح ورواه مسلم بدون هذه الزیادة من حدیث النعمان بن بشیر ومن حدیث ابی هریرة مختصرا ف فیه العفو عن المغلوب ولو من الفرح فكیف بالمحبة والشوق

حدیث اللہ تعالی اپنے بندہ مومن کی توبہ سے اوس شخص سے بھی زیادہ خوش ہوتے ہیں جو ایک ایسی زمین میں آ جوبے آب وگیاہ اور ہلاکت کا مقام ہے اُترا ہو (یعنی ایسے جنگل میں) اس کا اونٹ گم ہو گیا جس پر اس کا خورد و نوش کا سامان تھا اب نہ کھانے پینے کو رہا نہ سواری رہی پس ہلاکت کا منتظر ہو کر لیٹ رہا آنکھ جو کھلی تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹ مع سامان کے پاس کھڑا ہے اوس وقت کسقدر خوش ہو گا تو اللہ تعالی اس سے بھی زیادہ توبہ کرنے سے خوش ہوتے ہیں) روایت کیا اسکو بخاری و مسلم نے ابن مسعود و انس کی حدیث سے اور مسلم نے انس کی حدیث میں یہ اور زیادہ کیا ہے یعنی پھر اوس شخص نے شدت خوشی میں کہدیا کہ اے اللہ تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں (حضور فرماتے ہیں کہ) وہ شدت فرح سے چوک گیا اور مسلم نے نعمان بن بشیر کی حدیث سے اور ابو ہریرہ کی حدیث سے بدون اس زیادتی کے مختصر روایت کیا **ف** اس حدیث میں یہ مسئلہ مذکور ہے کہ مغلوب کی غلطی معاف ہے کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس غلطی کو نقل کر کے نکیر نہیں فرمایا) اگرچہ وہ فرح ہی سے ہو (جو کہ ایک حالت ناشی عن الدنیا ہے) تو بھلا جو محبت و شوق سے مغلوب ہو اوسکا تو کیا پوچھنا ہے جو کہ ناشی عن الدین کیفیات میں سے ہے

العفو عن المغلوب

سائل از مغلوب

(باقی آئندہ)

اس قصہ کو شاہ عبد الرحیم صاحب رائپوری سے بیان کیا تو انھون نے فرمایا کہ بس اتنا ہی سُنا ہے اسکے بعد فرمایا کہ ایک مرتبہ ملاجیون کے زمانہ مین بھی ایسا ہی ہوا ہے اسوقت بھی مردون اور عورتون کا داخلہ ساتھ ہوتا تھا مگر ملاجیون نے اسکو روکا تھا مگر پھر معلوم نہیں یہ مشترکہ داخلہ کب سے جاری ہوگیا جسکو دوسری دفعہ مولانا شہید نے روکا۔

حاشیہ حکایت (۶۱) قولہ ہم تلوار سے سر اڑا دینگے **اقول** یہ تہدید تھی مراد نہ تھی (**ش ت**)

(۶۲) خانصاحب نے فرمایا کہ خورجہ مین ایک شخص تھے حاجی محمد اسحٰق خان نہایت پابند صوم وصلوٰۃ اور ذاکر وشاغل تھے یہ صاحب مولانا نانوتوی سے بیعت تھے اتفاق سے ایکمرتبہ دو مین روز مسجد مین نہیں آئے مین سمجھا کہ شاید کچھ بیمار ہوگئے ہیں اسلئے میں انکی عیادت کے لئے گیا جاکر دیکھا تو ایک کوٹھڑی میں چھپے بیٹھے تھے اور کانون میں رووڑ ٹھونس رکھا تھا میں نے پوچھا کہ کیا حالت ہے تم کئی روز سے نماز کے لئے نہیں آئے انھوں نے کہا کہ اچھا ہون مگر کوئی چار روز سے ایک سخت عذاب مین مبتلا ہون وہ یہ کہ جب کوئی گاڑی نکلتی ہے تو میں سمجھتا ہون کہ میرے اوپر چل رہی ہے جب بیلون کے سانٹا مارا جاتا ہے تو مین سمجھتا ہون کہ میرے لگتا ہے اور جب کتون میں آپس میں لڑائی ہوتی ہے تو مین سمجھتا ہون کہ وہ میرے کاٹتے ہیں جب چکی چلتی ہے تو میں سمجھتا ہون کہ گیہوں کے بدلہ میں پس رہا ہون لڑکے بھاگتے ہیں تو میں سمجھتا ہون کہ مجھ پر دوڑتے ہین اس سے میں سخت تکلیف میں ہون اور باہر نہیں نکل سکتا اور نہ چکی کی آواز سُن سکتا ہون اسی لئے مین چھپا ہوا بیٹھا ہون اور میں نے کانون میں رووڑ ٹھونس رکھا ہے مین نے کہا کہ اپنی اس حالت کی مولانا (نانوتوی) کو اطلاع کرو انہون نے کہا کہ تم ہی لکھدو میں نے کہا کہ تم لکھکر مجھے دیدو میں اپنے خط مین بھیجدونگا انھوں نے اپنی حالت لکھکر مجھے دیدی اور میں نے اپنے عریضہ کے ساتھ اسکو مولانا کی خدمت مین روانہ کردیا مولانا اس زمانہ مین دہلی مین تھے مولانا نے جواب دیا کہ اس کا جواب تحریر سے نہیں ہوسکتا تم ان سے کہدو کہ وہ میرے پاس چلے آئیں چنانچہ یہ گئے

۸۱

مولانا نے کچھ نہین کیا صرف اوراد واشغال کے اوقات بدل دیئے یہ شخص دوسرے ہی دن اچھے ہو گئے۔

حاشیہ حکایت (۶۲) قولہ کچھ نہیں کیا صرف اوراد اشغال کے اوقات بدل دئے **اقول** احقر کا وجدان یہ ہے کہ مولانا نے تصرف فرمایا ہے اور اخفاء تصرف کے لئے اوراد واشغال کے اوقات بدلے ہین واللہ اعلم باسرار عبادہ (**اشت**)

(۶۳) خانصاحب نے فرمایا کہ حکیم عبدالواحد جلیسر کے رہنے والے ایک شخص تھے جو ہاترس میں مطب کرتے تھے نہایت صالح اور متبع سنت تھے کسی نقشبندی بزرگ سے بیعت تھے مجھے ان سے اور انکو مجھ سے بہت محبت تھی میں نے ایک مرتبہ انکو کچھ دبلا پایا تو ان سے حالت دریافت کی انھوں نے فرمایا کہ میں چند روز سے سخت تکلیف میں ہوں میرے اوپر بجلی گرتی ہے کبھی رات کو کبھی دن کو اور مین مرجاتا ہوں اور سخت تکلیف سے مرتا ہوں اور اسکے بعد زندہ ہوتا ہون تو تکلیف سے ہوتا ہوں یہ بجلی اگر سوتے میں گرتی ہے تو بالکل خاکستر ہو جاتا ہون انکے پیر کا انتقال ہو چکا تہا اسلئے انھون نے مجھ سے مشورہ لیا میں نے کہا کہ مولانا گنگوہی کو لکھو انھوں نے مجھ سے کہا کہ تم لکھدو میں نے کہا کہ آپ لکھکر مجھے دیدین مین اپنے عریضہ کے ہمراہ اسے روانہ کرونگا انھوں نے اپنی حالت لکھکر مجھے دیدی مین نے اسے مولانا کی خدمت میں روانہ کردیا مولانا نے جواب دیا کہ یہ باتیں تحریر میں آنے کی نہیں ہین انکو میرے پاس بھیجدو اسپر وہ گئے اور جاتے ہی بلا کچھ کہے سنے اچھے ہو گئے۔

حاشیہ حکایت (۶۳) قولہ بلا کچھ کہے سنے اچھے ہو گئے **اقول** اگر یہ تصرف تھا تو اسکے اخفاء کے لئے کسی حیلہ کا اہتمام نہ فرمانا یہ بھی ایک مذاق ہے جیسا کہ اسکے قبل کی حکایت مین اخفاء ایک مذاق ہے منشاء اخفا کا بعد ہے ریاء سے اور منشاء عدم اخفاء کا بعد ہے وسوسہ ریا سے یعنی یہ احتمال ہی نہیں ہوا کہ اسمیں ریاء ہوگی۔
ہر گلے را رنگ و بوئے دیگرست (**اشت**)

(۶۴) خانصاحب نے فرمایا کہ مولوی عبدالقیوم صاحب کے صاحبزادے

مولوی یوسف صاحب فرماتے تھے کہ جب انگریزون کا تسلط ہوا تو حضرت شاہ عبد العزیز صاحب نے فرمایا کہ اب ہندوستان کی سلطنت حکمار کے ہاتھ مین آگئی ہے انکے ہاتھ سے نکلنا بہت مشکل ہے یہ روایت میں نے مولوی یوسف سے بلاواسطہ بھی سُنی ہی اور بواسطہ مولوی محی الدین خان صاحب مرادآبادی بھی سُنی ہے۔

حاشیہ حکایت (۶۴) قولہ انکے ہاتھ سے نکلنا بہت مشکل ہے۔
اقول اس پیشینگوئی کا مبنیٰ کرامت وفراست دونون ہوسکتے ہیں انفراداً یا اجتماعاً **شت**

(۶۵) خانصاحب نے فرمایا کہ مولانا نانوتوی نے خواب دیکھا تھا کہ میں خانہ کعبہ کی چھت پر کسی اونچی شے پر بیٹھا ہون اور کوفہ کی طرف میرا منہ ہے اور ادھر سے ایک نہر آتی ہے جو میرے پانوٴن سے ٹکرا کر جاتی ہے اس خواب کو انھوں نے مولوی محمد یعقوب صاحب برادر شاہ محمد اسحٰق صاحب سے اس عنوان سے بیان فرمایا کہ حضرت ایک شخص نے اس قسم کا خواب دیکھا ہے تو انھون نے یہ تعبیر دی کہ اس شخص سے مذہب حنفی کو بہت تقویت ہوگی اور وہ پکا حنفی ہوگا اور اسکی خوب شہرت ہوگی لیکن شہرت کے بعد اس کا جلدی انتقال ہوجاویگا اھ مین نے یہ خواب اور اسکی تعبیر خود مولانا نانوتوی سے سُنی ہے مولانا کا قاعدہ تھا کہ جب عام لوگوں میں اس خواب کو بیان فرماتے تو فرماتے ایک شخص نے ایسا خواب دیکھا تھا لیکن خاص لوگوں سے فرمادیتے تھے کہ یہ خواب میرا ہے جب مولانا نے مجھ سے یہ خواب بیان فرمایا تو اُسوقت میں اکیلا تھا اور پاؤں دبا رہا تھا اور مولانا نے بے تکلف مجھ سے اپنا نام لیا تھا۔

۸۳

حاشیہ حکایت (۶۵) قولہ جلدی انتقال ہوجاویگا **اقول** یون ہی واقع ہوا **(شت)**

(۶۶) خانصاحب نے بیان فرمایا کہ دلی کے ایک شہزادہ نے جسکا نام اسوقت مجھے یاد نہین رہا مجھ سے خود اپنا خواب بیان کیا کہ مین نے مکہ معظمہ مین خواب مین دیکھا کہ ایک گٹھڑی آسمان سے میری طرف آرہی ہے میں نے اٹھ کر اس گٹھڑی کو

لپک لیا جب وہ میرے ہاتھ مین آئی تو اسوقت مجھے معلوم ہوا کہ وہ گھڑی نہین ہے بلکہ ذبح شدہ اور کھال اُتری ہوئی مسلم مُرغی ہے جسکے پنجے بھی موجود ہین اور وہ پانی مین تر ہے اس خواب کو مین نے مولانا یعقوب صاحب سے بیان کیا تو انھون نے سُنکر تامل کیا مین نے عرض کیا کہ حضرت اسکی تعبیر فرمادیجے تب آپ نے فرمایا کہ تمھاری بیوی کو حمل ہے مجھے حمل کا علم نہ تھا بیوی سے تحقیق کیا تو معلوم ہوا کہ واقعی حمل ہے مین نے عرض کیا کہ حضرت واقعی حمل ہے تو آپ نے فرمایا کہ لڑکی پیدا ہوگی مگر پانی کے صدمہ سے مرجاویگی جب ایام حمل ختم ہوئے تو لڑکی ہی پیدا ہوئی جب ہم واپسی مین جہاز مین سوار ہوئے تو ایک مقام پر سمندر مین طغیانی ہوئی اور اسکی چھال مجھ پر اور اسکی مان پر اور لڑکی پر گری لڑکی دو تین سبکیان لیکر مرگئی۔

حاشیہ حکایت (۶۶) قولہ سبکیان لیکر مرگئی **اقول** مولانا اپنے وقت کے ابن سیرین تھے (**شت**)

(۶۷) خانصاحب نے فرمایا کہ اسی شہزادے نے بیان کیا کہ میرے ایک عزیز نے خواب دیکھا کہ مین جمنا پر کھڑا ہون اور جمنا کی سیر کر رہا ہون اتنے مین میرے منہ سے ایک کبوتر نکلا جو نہایت خوبصورت اور حسین تھا اور ایک درخت پر جابیٹھا اور میری طرف منھ کرکے بولنے لگا مین نے اس خواب کو چھوٹے میان صاحب (مولوی محمد یعقوب صاحب) سے بیان کیا انھون نے کوئی تعبیر نہین دی اور فرمایا کہ سوچونگا وہ (عزیز) اُٹھکر چلے گئے مگر مین (شہزادہ) بیٹھا رہا مین نے (شہزادے نے) عرض کیا کہ حضرت اسکی تعبیر کیا ہے فرمانے لگے کیا کہدون ایمان اسکے اندر نہین رہا اور وہ جو اسکی طرف دیکھ دیکھ کر بول رہا ہے وہ اسے چڑا رہا ہے وہ عزیز تھوڑے ہی دنون کے بعد دہری ہوگئے۔

حاشیہ حکایت (۶۷) قولہ دہری ہوگئے **اقول** خواہ صانع کے انکار سے یا اختیار صانع کے انکار سے جیسا ہمارے زمانہ مین بہت لوگ دوسری قسم کے ہین اور اپنے کو مسلمان کہتے ہین مگر صرف کہنے سے کچھ نہیں ہوتا (**شت**)

(باقی آیندہ)

قیمت صرف چھ آنے (۶/) جدید الطبع وعظ مسمے بہ ضخامت ۱۱۲ صفحے تقطیع ۲۰×۲۶ ۱/۸

المورد الفرنخی فی المولد البرزخی

المشتہر محمد عثمان مالک کتبخانہ اشرفیہ دریبہ کلان دہلی

سُرمہ مقوی و مجلی بصر

آنکھ کے گیارہ مرضون کے واسطے مجرب ہی. اول مقوی نظر ہے بفضلہ تعالےٰ. دوم آنکھ مین پھولا جالا ہو تو اسکو اللہ تعالےٰ فضل سے صاف کر دیتا ہو. مگر چیچک کا پھولا اس سے مستثنےٰ ہے. سوم اسکی مداومت سے آنکھ دکھنے نہین آتی ہے. چہارم اگر دکھنے آئے اور آنکھ کے گدلانے ہی اسے روز دو تین بار لگایا جائے تو اللہ تعالےٰ کے فضل سے اسی روز آرام ہو جاتا ہے. پنجم اگر جوان آدمی کی نظر کسی آفت سے خراب اور کم ہو گئی ہو تو اسکے لگانے سے نظر عود کر آتی ہو. ششم اگر بوڑھا آدمی اسکو ہمیشہ لگاتا ہے تو اسکی نظر اپنے مقام پر ٹھہر جاتی ہو اور کم نہیں ہوتی. ہفتم اگر آنکھوں میں سرخی جم گئی ہو اسکے لگانے سے بفضلہ تعالیٰ جاتی رہتی ہو. ہشتم اگر آنکھوں سے پانی بہتا ہو جو کمزوری بیماری اسکے استعمال سے وہ بھی دفع ہوتا ہو. نہم اگر آنکھیں چوندھی ہو گئی ہون اور آنکھون میں زخم ہو اور پیپ نکلتی ہو تو اسکی مداومت سے آنکھیں صحیح اور اچھی ہو جاتی ہیں. دہم اگر پلک گر گئے ہوں تو اسکے استعمال سے پلک جم آتے ہیں. یازدہم آنکھوں کی اندھیاری دور دفع و مانع ہو. اللہ تعالےٰ کے حکم و شفا بخشنے سے یہ ہمارے تجربہ میں آ چکی ہیں. قیمت ایک روپیہ فی تولہ ❊ محمد عبد اللطیف عفی عنہ سونی پت محلہ جالیوڑہ ضلع رہتک

احقر مدیر کی قربانی اور ناظرین الہادی کی قدردانی

حضرات:۔ یہ تو آپ پر بخوبی ظاہر ہی کہ رسالہ الہادی مین سیدی و مرشدی حکیم الامۃ محی السنۃ
مولنا اشرفعلی صاحب تھانوی مدظلہم کے وہ بیش بہا مضامین شائع ہوتے ہین جنکو اسلام کی روح اور
خداشناسی کی جان کہا جائے تو بجا ہی یہی وہ مضامین ہیں جنسے ایک کلمہ گو کامل و مکمل مسلمان بن سکتا
ہے ان ہی کے مطالعہ سے توحید و سنت پر استقامت اور نور ایمان مین ترقی ہوتی ہی اور یہی وہ خاص
باتین ہین جو ہمیشہ اسلام کو دوسرے مذاہب سے ممتاز کرتی رہی ہین لیکن افسوس ہی کہ ان روح پرور و نور افزا
مضامین کی جسقدر اشاعت ہونی چاہیئے تھی وہ آجتک نہین ہوئی اور اسکی وجہ یہی ہی کہ اس پرفتن زمانہ
مین ظاہری شور و فریاد کرنیوالے رہنماؤن اور گندم نما جو فروش صوفیون کا بازار گرم ہو رہا ہی صورت
پرستی نے معانی و حقائق کو زندہ درگور کر دیا ہی شاندار الفاظ اور لچھے دار تقریرون پر ہر شخص وجد کرنے
اور تحسین و آفرین کی آواز بلند کرنیکو تیار رہے اور اسیکو اپنا دین و ایمان سمجھتا ہے:۔

کیا آپ نہین دیکھتے کہ ایک معمولی سی معمولی رسالہ بھی جسکو الہادی جیسے مضامین کی ہوا بھی نہین لگی
محض الفاظ کی نمائش اور مبالغہ آمیز تحریرونکی بدولت آج اپنی کثیر اشاعت پر فخر کر رہا ہی مگر الہادی
ہے کہ باوجود اپنی ظاہری و باطنی خوبیونکے آجتک پانسو خریدار بنانے مین بھی کامیاب نہین ہوا۔

حضرات:۔ آپ یقین کیجئے کہ احقر مدیر سے جسقدر قربانی اسکی اشاعت مین ہو سکی وہ میری
ہمت اور حیثیت سے کہین زیادہ ہی۔ مگر قدردانی کا یہ حال ہی کہ ترقی تو درکنار اختتام سال پر الہادی
کی موت و حیات کا سوال پیدا ہو جاتا ہی کیونکہ بہت سے حضرات بجائے دوسرے خریدار پیدا کرنیکے خود بھی وی پی
واپس کر کے احقر کی مالی مشکلات مین اور اضافہ کر دیتے ہیں اسلئے احقر کی مؤدبانہ گذارش ہی کہ جن حضرات سے
سارے سال الہادی کا تعلق رہا ہی وہ اسکو قائم رکھنے کیلیئے دو روپیہ آٹھ آنہ کی کچھ حقیقت نہ سمجھین۔
اہلیہ کی بیماری مین احقر بہت زیر بار ہو گیا ہے اور علاوہ کاروباری قرضہ کے ایک معقول رقم کی
ادائیگی اپنے ذمہ رکھتا ہی۔ اسلئے آپکی سخن فہمی و قدردانی سے قوی امید ہی کہ سال آئندہ کا وی۔ پی وصول
فرما کر احقر کو مالی مشکلات سے نجات دلانے اور الہادی کے قیام و بقا مین امداد فرمانے مین عالی ہمتی

نوٹ:۔ چونکہ الہادی کا سال دوم ختم ہو گیا اور جمادی الاول سے سال سوم شروع ہوگا۔ لہذا
جن حضرات کو وی۔ پی کے خرچ سے بچنا ہے وہ ربیع الثانی مین بذریعہ منی آرڈر ۲/۸ روانہ فرمادین